مسلسل اشاعت کے چھپن سال

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

669-670 / شوال۔ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ مئی۔جون ۲۰۲۱

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

بانی: مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

سرپرست اعلیٰ: مولانا انوار الحق

مدیر اعلیٰ: مولانا راشد الحق سمیع

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّم تَسلِيمًا

جلد نمبر 56
شمارہ نمبر 8-9
شوال، ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ
مئی، جون ۲۰۲۱

اے بی سی آڈٹ بیوروسرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

بانی	باہتمام	نگران	مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ	حضرت مولانا انوارالحق صاحب	مولانا حامد الحق حقانی	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

معاون مدیر: محمد اسلام حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: جامعہ حقانیہ میں نئے تعلیمی شعبے ''تخصص فی الدعوة والارشاد'' کا قیام، حضرت مولانا عبدالرزاق سکندر کی وفات، حضرت مولانا نور عالم خلیل امینیؒ کی جدائی .... مولانا راشد الحق سمیع ۲
- صحابہ کرامؓ کا مقصد حیات .... حضرت مولانا انوارالحق ۱۱
- مولانا سمیع الحق شہیدؒ صاحب نظر دانشور .... مولانا نور عالم خلیل امینیؒ ۱۷
- دارالعلوم دیوبند کے جشن بہاراں کا منظر (سفرنامہ) ...... حضرت مولانا انوار الحق ۲۰
- حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ذاتی ڈائری .... مولانا عرفان الحق حقانی ۲۲
- شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ بارگاہِ رسالت میں .... مولانا عبدالقیوم حقانی ۲۹
- فلسفہ اجتہاد .... بیرسٹر ظفراللہ خان ۳۴
- دیار خلافت (ترکی) کا سفر شوق ......(قسط ۲) .... مولانا ڈاکٹر قاسم محمود ۴۱
- نام نہاد اسکالروں کا فتنہ فہم حدیث .... مفتی ذاکرحسن نعمانی ۴۸
- قربانی کے جانوروں کے عیوب اوران کا شرعی حکم .... مولانا لقمان الحق حقانی ۵۴
- صحبتے با اولیاء .... مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی ۵۸
- دارالعلوم کے شب و روز .... صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۶۴
- تعارف وتبصرہ کتب .... مولانا محمد اسلام حقانی ۶۷

نوٹ: ماہنامہ ''الحق'' کے خصوصی نمبر کی تیاری، اخراجات واشاعت کی وجہ سے ماہ جولائی واگست کا شمارہ شائع نہیں کیا جائے گا بلکہ اُسی خصوصی نمبر کو ماہ جولائی واگست کا شمارہ سمجھا جائے۔

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/40روپے۔ سالانہ -/400روپے۔ بیرون ملک 40$امریکی ڈالر

کمپوزنگ: بابر حنیف

پبلشر: مولانا سمیع الحق ' مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔منظور عام پریس پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعزیتی شذرہ:

مولانا راشد الحق سمیع
مدیر ''الحق''

جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں نئے تعلیمی شعبہ ''تخصص فی الدعوۃ والارشاد'' کا قیام

الحمدللہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اپنے بانیین شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے اخلاص اور شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ کی شب و روز محنت کی بدولت رو بہ ترقی ہے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ کے زیر اہتمام دارالعلوم حقانیہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے، کورونا جیسے عالمی بحران اور دیگر سیاسی اتار چڑھاؤ و مالی مشکلات کے باوجود تمام شعبے بدستور فعال اور متحرک ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ کے علمی مستقبل کے حوالے سے کافی عرصے سے راقم کے ذہن میں مختلف علمی، تصنیفی، ادبی منصوبے زیرغور ہیں، جس میں سے سرفہرست دارالعلوم حقانیہ میں نئے شعبہ ''تخصص فی الدعوۃ والارشاد'' کا قیام سرفہرست تھا۔ اس سلسلے میں مختلف علماء ومشائخ سے مشاورت کے بعد اس کا مختصر نصابی و انتظامی خاکہ تیار کیا گیا اور حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ کی اجازت سے متفقہ نصاب تیار کر کے عملاً اس کا آغاز بروز ہفتہ ۵ جون ۲۰۲۱ کو کیا گیا۔

اس شعبہ کے قیام کا مقصد ایسے رجال کار کی تیاری ہے جو دعوتِ دین کے حقیقی تقاضوں و عصر حاضر کے چیلنجز کو بخوبی سمجھ کر علم و بصیرت، فکرِ اعتدال شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ جو اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَ الْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ کی تفسیر وتوضیح کا نام ہے کی روشنی میں دنیا بھر میں دین کی نشر واشاعت کا فریضہ بہتر طور پر زبانی اور تحریری سرانجام دے سکیں اور ہر موقع اور موضوع کی مناسبت سے سیر حاصل گفتگو کر سکیں اور مخاطبین کو قوت استدلال سے قائل کرنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوں۔ دعوت دین اور تبلیغ اسلام کے لئے رجال کار کی غرض سے جو نصاب بنایا گیا ہے، اس نصاب میں اردو، عربی اور انگریزی تینوں زبانوں میں تقریر وتحریر کا خصوصی اہتمام ملحوظ رکھا جائے گا نیز مختلف اور متنوع موضوعات پر مقالہ نویسی کی تربیت دی جائے گی نیز ابلاغ عامہ، دور جدید کے چیلنجز، اسلامی تہذیب وتمدن وغیرہ جیسے اہم موضوعات کے کورس بھی شامل نصاب ہیں۔

''تخصص فی الدعوۃ والارشاد'' کی افتتاحی تقریب سے شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مہتمم جامعہ حقانیہ، سینئر نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، نائب مہتمم مولانا حامد الحق

حقانی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی، راقم مدیر ''الحق''، مفتی ذاکر حسن اور مولانا مفتی مختار اللہ حقانی، مولانا حبیب اللہ حقانی مشرف ''تخصص فی الدعوۃ والارشاد'' نے شرکت اور خطاب فرمایا۔

افتتاحی تقریب نئے دارالتدریس بیادگار امام الشہداء حضرت مولانا سمیع الحقؒ میں منعقد کی گئی، مہتمم و نائب مہتمم صاحبان نے فرمایا کہ دارالعلوم حقانیہ عالم اسلام کا ممتاز دینی ادارہ ہے اور اس نئے شعبے میں پڑھنے والے طلبا زندگی کے مختلف شعبوں میں بہتر انداز میں دین اسلام کی موثر طور پر خدمت کرسکیں گے۔ اگر آج حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ حیات ہوتے تو اس نئے شعبے کے قیام وافتتاح پر بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرماتے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا ادریس صاحب اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے ''تخصص فی الدعوہ والارشاد'' کے قیام کو سراہتے ہوئے اسے وقت کی اہم ضرورت اور شعبہ تعلیم کی کامیابی قرار دیا۔ اس موقع پر راقم (نئے شعبے کے محرک و نگران ناکارہ راشد الحق سمیع) نے تخصص Specialization کے موضوعات کے بارے میں شرکاء کو آگاہ کیا کہ اس میں دعوتی اسالیب، تحریر وتقریر، کمپیوٹر کورسز، صحافت، سیرت وتصوف، عقیدہ ختم نبوت، اسلامی اور مغربی تہذیب وتمدن، تاریخ اسلام، عربی انگریزی زبانوں کیساتھ آئین پاکستان اور اسلامی و بین الاقوامی قوانین اور جدید اسلامی بینکاری، مستشرقین ومغربی دانشوروں کی اسلام پر یلغار اور تقابل ادیان وغیرہ پر خصوصی محاضرات (لیکچرز) دیئے جائیں گے جس میں دارالعلوم حقانیہ کے مشائخ کے علاوہ پاکستان، عالم عرب اور ہندوستان وغیرہ کے جید اکابر علما، محققین بھی لیکچر دیں گے۔

(الحمدللہ ایک ماہ کے مختصر عرصہ میں حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد زبیر صاحب کراچی، مولانا عبداللہ قاسم صاحب کراچی تشریف لا چکے ہیں اور خصوصی لیکچرز سے طلباء کو مستفید کیا) نیز درسگاہ میں آن لائن لیکچرز کیلئے انتظامات اور جدید ترین کمپیوٹر لیب بھی مہیا کی گئی ہے، اس موقع پر اجتماعی طور پر فیصلہ کیا گیا کہ ان شا اللہ آئندہ سال تخصص فی الحدیث اور تخصص فی التفسیر بھی دارالعلوم حقانیہ میں شروع کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ دارالعلوم حقانیہ میں نئے تخصص فی الدعوۃ والارشاد صوبہ خیبر پختونخوا میں اس قسم کا پہلا شعبہ ہے جو جدید ترین سہولیات اور اپنے منفرد جامع نصاب کے حوالے سے بڑی اہمیت کا حامل ہے، تقریب کا اختتام شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق حقانی صاحب کی دعا پر ہوا۔ تقریب کے مقررین نے راقم ناکارہ کی اس نئی علمی کوشش کو سراہا اور خصوصی دعاؤں سے نوازا، تقریب میں دارالعلوم کے اساتذہ ودیگر شعبہ ہائے زندگی کے ماہرین بھی شریک تھے۔

استادِ محترم حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندرؒ کی وفات

استادمحترم حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندرؒ مہتمم جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کی وفات پاکستان میں مذہبی حلقوں ،اہل مدارس کیلئے ایک عظیم سانحہ ہے،مولانا ڈاکٹرعبدالرزاق اسکندرؒ نے عمر بھر اشاعت دین اور علوم اسلامیہ کی ترویج ونشرو اشاعت میں گزاری،جامعہ بنوری ٹاؤن کی عظیم کامیابیوں اورشہرت میں آپ کا بڑا کردار رہا ہے، آپ حضرت علامہ محدث کبیر مولانا یوسف بنوریؒ کے خصوصی تربیت یافتہ ،قابل فخر تلامذہ میں سے تھے،جامعہ مدینہ منورہ ،لیبیا اور دیگر عالمی جامعات سے بھی جدید عربی علوم وفنون میں فیض حاصل کیا لیکن اپنی مادر علمی سے وفاداری نباہتے ہوئے اسی ادارے سے عمر بھر تادم واپسیں جڑے رہے اورگزشتہ پچیس برس سے اہتمام کی گرانقدر خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔اسی کے ساتھ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی صدارت بھی علمائے کرام کے متفقہ فیصلے کے مطابق آپ نے سنبھالی ہوئی تھی اورآپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر بھی تھے، ان تمام اہم ذمہ داریوں کے باوجود درس وتدریس کا سلسلہ آخر تک آپ باحسن سرانجام دیتے رہے۔اعلیٰ اخلاق ،تواضع ،انکساری آپ کے خصوصی اوصاف میں سے تھے۔

آپؒ حضرت والد صاحب شہیدؒ کے خصوصی دوستوں اورمحبین میں سے تھے،عمر بھر دارالعلوم حقانیہ اور خاندان حقانی کے ساتھ تعلق خاطر قائم رکھا۔راقم جب ۸۹۔۱۹۸۸ء میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں زیرتعلیم تھا تو حضرت ڈاکٹر صاحب اس سال الطریقۃ العصریہ (عربی کی معروف عالمی شہرت یافتہ نصابی کتاب لکھ رہے تھے) کتاب کے زیرتالیف وترتیب اسباق کوفوٹو اسٹیٹ کراکر ہم طلبا میں تقسیم فرمایا کرتے تھے اورعربی اجراء وغیرہ ہم سے کرایا کرتے تھے۔آپ اس وقت بھی احادیث کے استاد تھے لیکن پھر بھی درجہ اولیٰ میں اسباق اپنی خوشی اورمحبت سے پڑھایا کرتے تھے۔حضرت والدصاحبؒ سے خصوصی دوستی کی بناء پرآپ دوران طالب علمی مجھ سے بھی خصوصی شفقت ومحبت فرمایا کرتے تھے۔آپ جیسے مشفق ومہربان اساتذہ بہت کم دیکھنے کو ملتے ہیں۔برادرم مولانا ڈاکٹرسعید اسکندر بھی ہمارے درجے میں پڑھتے تھے۔

اُس وقت جامعہ بنوری ٹاؤن ایک بہترین ''خیرالقرون'' کا منظر پیش کیا کرتا تھا، (اکثر اکابر ومشائخ حیات تھے)اللہ تعالیٰ مادرعلمی کی علمی بہاریں اور روحانی رونقیں تاقیامت آباد رکھے، حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم ہزاروں علماء کے شیخ واستاد تھے،انکی تاریخی نمازِ جنازہ بنوری ٹاؤن مسجد

میں ادا کی گئی، جس میں ملک بھر کے علماء و مشائخ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ دارالعلوم حقانیہ کی نمائندگی عم محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ نے فرمائی، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اس کے ارباب اہتمام ،اساتذہ اورطلباغم کی اس گھڑی میں جامعہ بنوری ٹاؤن، وفاق المدارس العربیہ اور حضرت کے صاحبزادگان برادرم مولانا ڈاکٹر سعید،مولانا یوسف،نائب مہتمم مولانا سلیمان بنوری اور میرے بہت مشفق، مہربان، سرپرست ،اتالیق حضرت مولانا امداداللہ مدظلہ کیساتھ برابر کے شریک ہیں

''الداعی'' دارالعلوم دیوبند کے مدیر منفرد اسلوب کے امین

آہ! حضرت مولانا نورعالم خلیل امینیؒ کی جدائی

ہندوستان سے علمی حلقوں کیلئے مسلسل غم و اندوہ کی خبریں آرہی ہیں ،اب تازہ افسوسناک، وحشت اثر اور دل خراش خبر نے دل مزید افسردہ کردیا ہے ،برصغیر کے مشہور عالم دین حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی رحمہ اللہ جو مرکز علم وعرفان دارالعلوم دیوبند کے استاد عربی ،عالم اسلام کے عظیم ادیب ،بطل جلیل، مایہ ناز محقق ،درجنوں عربی ،اردو کی تاریخی، تحقیقی اورادبی کتابوں کے مصنف،علم و دانش اور فکروآگہی کے امین، وادی علم کے ''کوہ گراں'' اور ماہنامہ عربی مجلّہ ''الداعی'' کے مدیر نے بھی داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ دارالعلوم دیوبند کے مقبول ترین اور ہردلعزیز اساتذہ میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا امینی صاحبؒ کو متعدد خوبیوں اور بے شمار صلاحیتوں سے نوازا تھا، آپ اپنی سحرانگیز تحریرات کی بدولت اہل علم و ادب کی آنکھوں کا تارا بن گئے تھے۔پاکستان میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کے بعد آپ کی تحریرات کو سب سے زیادہ پڑھا اور پسند کیا گیا، خود راقم اور حضرت امینی صاحبؒ کے مابین علمی وفکری اور ادبی وشعری ذوق کی ہم آہنگی تھی۔اسی باعث آپ سے محبت اور عقیدت دن بدن بڑھتی گئی پھر حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ بھی آپ کی کتابوں اور مضامین و مقالات کے نہ صرف معترف تھے بلکہ اکثر جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ اور دیگر اہل علم حضرات کو اس کے مطالعہ کی تلقین فرماتے بلکہ اس پر تاکید بھی کرتے اور حضرت امینی صاحبؒ کی بے پناہ تعریف وتوصیف بیان فرماتے، اللہ تعالیٰ نے حضرت امینی صاحبؒ کو عربی زبان پر بڑی دسترس عطا فرمائی تھی، اتنی عمدہ عربی لکھنے پر اہل عرب بھی ششدر رہتے۔حضرت مولانا امینیؒ عربی اور اردو کے تقریباً ایک درجن سے زائد مقبول ترین کتابوں کے مصنف رہے ،اس کے

علاوہ حضرت مولانا مرحوم کے عربی و اردو میں پانچ سو سے زائد مضامین ہند و بیرون ہند کے مختلف رسائل واخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔آپ مجلّہ ''الداعی'' میں اداریہ کے علاوہ ''اشراقہ'' کے نام سے مضمون لکھتے، اشراقہ کے عنوان سے معنون یہ مضامین آپ کی فکری تنوع اور ذہنی بلندی کا آئینہ دار ہوتے تھے جو''من وحی الخاطر'' کے نام سے پانچ جلدوں میں شائع ہوئیں۔

زندگی بھرآپ سے ملنے کی آرزو رہی اور دیارِ حرمین میں آپ سے ملاقات کی جستجو بھی کرتا رہا لیکن افسوس کہ ملاقات کی حسرت ہمیشہ ناتمام ہی رہی،خود حضرت امینیؒ بھی ازراہِ شفقت ومحبت اس ناکارہ کا اکثر پوچھتے رہتے اورآپ کی محبت اورعنایات سے بھرپور حوصلہ افزاء پیغامات سے ناقابل یقین خوشی محسوس کرتا۔ان کی کتاب جوانہوں نے اپنے استاد حضرت مولانا وحید الزمان کیرانویؒ کے تذکرہ وسوانح پر ''وہ کوہ کن کی بات'' کے نام سے لکھی، جسے علمی حلقوں میں بے حد پذیرائی ملی۔یہ کتاب اردو ادب کا ایک عظیم شاہکار ہے،راقم الحروف نے خود کئی بار پڑھی اور ہرمرتبہ نیا حظ حاصل کیا،اپنے احساسات کے متعلق انہیں خط بھی بھیجا۔ہمارے درمیان قاصد اور پیغامبری کا واسطہ میرے مشفق ومہربان،استاد سابق سینئرحضرت مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب (بنوں) تھے، حضرت قاری عبداللہ صاحب کوبھی مولانا مرحوم سے بہت زیادہ محبت اورعقیدت تھی۔تقریباً ہر ماہ فون پرآپ کا ان سے رابطہ رہتا، ماہنامہ ''الحق'' کے خصوصی نمبر بیاد''مولانا سمیع الحق شہیدؒ'' کے لئے بھی قاری عبداللہ صاحب سے کہلوایا اورخودراقم و برادرمفتی اسامہ نے بھی حضرت کی خدمت میں نمبر کے لئے مضمون لکھنے کی درخواست پیش کی چنانچہ کچھ عرصہ قبل آپ نے بیماری کے باوجود ایک بہت عمدہ اور موقر مضمون الحق نمبر کیلئے ارسال فرمایا، اس سے قبل بھی آپ ''الحق'' کے لئے بہت عرصہ اپنے گرانقدر مضامین وقتاً فوقتاً عنایات فرماتے رہے،اس کے علاوہ حضرت والد ماجد شہیدؒ کے نام بھی مکتوبات بھیجتے اور مجھ ناچیز کوبھی جوابات سے نوازتے رہے۔مولانا مرحوم نے عربی تحریرات ودلسوز پیغامات کے ذریعے عالم غفلت میں ڈوبے ہوئے عالم عرب کو باربار متنبہ کیا،یہ حکیم فرزانہ ماڈرن ازم، مادیت زدہ ہندوستان کےمخصوص حالات میں گھرے مسلمانوں اورامت مرحومہ کوکسی بانگِ درا کی مانند اپنی نواہائے پریشاں سے جھنجوڑتے رہے اوراتحادویکجہتی وفکر وخیال کی روشنی سے مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کیلئے سوز وساز رومی اور پیچ وتاب رازی کی متاع سے ان کے قلب وجگرکوگرماتے رہے ،حضرت کی وفات سے ہندوستان وپاکستان بہت بڑی علمی ادبی شخصیت سے محروم ہوگیا ہے، ہم پہلے سے ہی دورِیتیمی سے گزر رہے ہیں ایسے وقت میں آپ جیسی گنی چنی مشفق ومہربان وسائبان علم کا اٹھ

جانا مزید احساس محرومی کا باعث بن رہا ہے۔ دارالعلوم حقانیہ، ماہنامہ ''الحق'' اور راقم اپنے عظیم مرکز اسلام، ام المدارس دارالعلوم دیوبند، حضرت مہتمم مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب مدظلہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا ارشد مدنی حفظہ اللہ، مولانا سید محمد اسعد مدنی مدظلہ، برادرم مکرم حضرت مولانا اخلد مدنی مدظلہ و دیگر مشائخ اور بالخصوص حضرت امینی صاحبؒ کے پسماندگان کیساتھ دلی تعزیت پیش کرتا ہے

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی ایک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خاموش ہے

حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی رحمہ اللہ کے مکتوبات

بنام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ و مدیر ''الحق'' مولانا راشد الحق سمیع

دارالعلوم دیوبند کے عربی مجلہ ''الداعی'' کے مدیر شہیر اور دارالعلوم کے ادب عربی کے استاذ او رمجلہ کے بانی مولانا وحید الزمان کیرانویؒ کے کمالات کے امین و جانشین۔(حاشیہ از مولانا سمیع الحق شہیدؒ حوالہ ''مکتوبات مشاہیر'')

(ماہنامہ الحق اور ''اسلام اور عصر حاضر'' کتاب کی طلب، علمی دینی اجتماعی سرگرمیوں سے خوشی)

۱۵ ستمبر ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۳-۲-۱۴۱۰ھ : برادر مکرم مولانا سمیع الحق صاحب قاسمی زید لطفہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ خدا کرے آپ ہر طرح بخیر و عافیت ہوں' کئی مرتبہ ''الحق'' کو ''الداعی'' کے تبادلہ کے طور پر جاری کرنے کے لئے خطوط لکھے' مگر شاید وہ ڈاک میں ضائع ہوگئے۔ امید ہے کہ الداعی کا پتہ نوٹ فرما کر اسے ہمیشہ کے لئے جاری کرنے کی تاکید فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔ مادر علمی سے آنجناب کو جو تعلق ہے اس کے پیش نظر یقین ہے کہ آپ تاخیر نہ فرمائیں گے۔ نیز آپ کی تصنیف لطیف ''اسلام اور عصر حاضر'' بھی ''الداعی'' کی لائبریری کے لئے آنی چاہیے اور دیگر تصنیفات آپ کی اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی آپ روانہ فرماویں تو نوازش ہوگی۔ خدا آپ کو خوش رکھے' ہم لوگ آپ کی علمی دینی اور اجتماعی ہر طرح کی سرگرمیوں کی خبر سے خوشی محسوس کرتے ہیں۔

والسلام: آپ کا نور عالم امینی (مدیر الدعی دیوبند)

(۲)

(کتاب ''اسلام اور عصر حاضر'' کی دھوم ○ علماء دیوبند کے کام، مقام اور نام سے

سر فخر سے اونچا ہو جاتا ہے)

۲۹ ستمبر ۱۹۸۹ء بمطابق ۲۷۔۲۔۱۴۱۰ھ: برادر مکرم مولانا سمیع الحق صاحب قاسمی زید لطفہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' خیریت دارم وخواہم' قبل ازیں ہفتہ عشرہ ہوئے ایک عریضہ ارسال خدمت کیا تھا' خیال ہوا کہ پتہ نہیں وہ ملا کہ نہیں' اس لئے دوبارہ یہ عریضہ پیش خدمت ہے۔''الحق'' سے مکمل طور پر محرومی ہے' امید ہے کہ آپ آئندہ ''الداعی'' کو اس سے محروم نہ رکھیں گے۔ نیز آپ کی کتاب ''اسلام اور عصر حاضر'' جس کی بڑی دھوم ہے' الداعی کو اس سے محروم نہ رکھیں۔ہم دور افتادوں کو آپ ایسے باکمال فضلائے دیوبند کے کام اور مقام و نام سے بے حد خوشی ہے اور سر فخر سے اونچا ہوجاتا ہے جب آپ لوگوں کے کام کو دیکھتا ہوں۔خدائے کریم ہمیشہ باتوفیق رکھے۔

والسلام: نور عالم امینی

ایڈیٹر''الداعی''(واستاذ ادب عربی/دارالعلوم دیوبند)

(۳)

۱۹۹۷ء (کتاب ''وہ کوہ کن کی بات'' صرف مولانا سمیع الحق اور مولانا تقی عثمانی کو بھیجی ○ ''الحق'' پاکستان کا پہلا رسالہ جس سے طالب العلمی میں متعارف ہوا)

برادر مکرم مولانا راشد الحق سمیع زید لطفہ!السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ آپ مع اہل خاندان ہر طرح سے خیریت سے ہونگے ،عنایت نامہ مورخہ ۲۶۔نومبر ۱۹۹۶ء خاصی تاخیر سے چند روز قبل موصول ہوا۔وہ کوہ کن کی بات کے حوالے سے مسرت بخش تاثرات پڑھنے کو ملے۔حسن ظن کے لیے میں شکر گزار ہوں۔خدائے پاک آپ کے پاکیزہ تاثرات کو حقیقت بنا دے۔آمین۔میں نے جیسا کہ یاد آتا ہے صرف دو حضرات کو کتاب کا ایک ایک نسخہ برائے تبصرہ بھیجا تھا۔ایک آپ کے والد بزرگوار کو(خدائے پاک ان کا سایہ ہم لوگوں کے سروں پر تادیر قائم رکھے)دوسرے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کو۔آپ کے ہاں سے بالواسطہ وصول یابی کی رسید مل تو گئی لیکن مولانا مدظلہ کے ہاں سے اب تک کوئی اطلاع نہ ملی کہ کتاب ان کو ہم دست ہوئی ہے کہ نہیں، بہرصورت! یہ معلوم نہ ہوسکا کہ آپ کے رسالے یا البلاغ میں اس پر کوئی تبصرہ شائع ہوسکا یا نہیں،اگر ہوا ہو تو براہ کرم رجسٹرڈ ڈاک سے ایک نسخہ آپ ضرور بھجوا دیں،نیز قاضی اطہر صاحب پر شائع شدہ مضمون والا شمارہ بھی عنایت فرمادیں۔رجسٹرڈ ڈاک سے ہی کہ سادہ ڈاک یہاں ہرگز موصول

نہیں ہوتی نیز اردو پتے والی ڈاک بھی ضائع ہو جاتی ہے اس کا خیال ضرور رکھا جائے ۔آپ کا گراں قدر رسالہ ہمیں تو کبھی بھی نہیں ملتا جب کہ ہمیں امید ہے کہ ضرور ارسال کرتے ہونگے ویسے آپ پتے کی فہرست چیک کرلیں کہ انگریزی میں پتہ لکھا ہوا ہے یا نہیں؟ نیز یہ بتا دیجئے کہ آپ کو'' وہ کوہ کن کی بات'' کا پہلا ایڈیشن ملا ہے یا دوسرا؟ کیونکہ دوسرے ایڈیشن میں ایک طویل ادبی اور ظریفانہ مقدمے کا اضافہ ہے جو پہلے ایڈیشن میں نہیں ہے ۔کتاب کا پہلا ایڈیشن صرف ۲۸ روز میں ختم ہوگیا تھا اور یہ دوسرا ایڈیشن بھی سال گزشتہ ہی ختم ہو چکا تیسرا ایک مصلحت کی وجہ سے معرض التواء میں ہے ۔امید ہے کہ آپ کا یہ خط میرے اور آپکے درمیان بلکہ ادارے کے ساتھ رسمی ارتباط پیہم کا ذریعہ ثابت ہوگا گوکہ قلبی ارتباط آپ کو نہ سہی مجھے تو شروع سے ہے کہ ''الحق'' رسالہ پاکستان کا پہلا رسالہ تھا جس سے میں دارالعلوم میں اپنے زمانہ طالب علمی میں دارالعلوم کے کتب خانے میں مطالعہ کے دوران واقف ہوا تھا ۔والد صاحب مدظلہ کو میرا اسلام خلوص پہنچادیجئے اور اپنے تمام متعلقین واساتذہ واہل خاندان کو سلام کہیے ۔خدا پاک رمضان کی مبارک ساعتوں کو ہم سبھوں کے لیے باعث برکت بنائے ۔

والسلام اخوکم نور عالم امینی

مدیر ''الداعی'' واستاذ ادب عربی دارالعلوم دیو بند یوپی انڈیا

(۴)

۲۰۰۰ء (حقانیہ کو ہم لوگ دارالعلوم دیو بند کا حقیقی تسلسل سمجھتے ہیں ٥ مولانا علی میاں کا غم)

برادر عزیز ومکرم مولانا راشد الحق سمیع سلمہ ربہ القوی مع الصحۃ والعافیۃ والتوفیق ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !امید ہے کہ آپ اور محترم والد صاحب ہر طرح مع الخیر ہونگے ۔عرصہ قبل والد صاحب محترم کی طرف سے اور اب چند روز قبل آپ کی طرف سے خوب صورت اور تعلق ریز خطوط ملے ۔میں شرمندہ ہوں کہ حضرت مولانا مدظلہ کی طرف سے تحریر کردہ مکتوب کا بروقت جواب نہ دے سکا۔ مسلسل بیماری اور اسکے اعذار کی وجہ سے کارکردگی متاثر رہتی ہے ۔کوئی کام وقت پر نہیں ہو پاتا ،روٹینی اور ذمہ داریوں کے دائرے کے کام بھی بروقت انجام پذیر نہیں ہوتے ۔آپ کے والد گرامی پھر آپ سے مجھے جو تعلق ہے اور آپ کے دارالعلوم کو جس طرح لوگ دارالعلوم دیو بند کا حقیقی تسلسل سمجھتے ہیں اس کا تقاضا تو یہی تھا کہ کسی نہ کسی طرح آپ کے حکم پر عمل کیا جاتا اور معہودہ شمارے کے لئے کوئی مضمون ضرور تیار کیا جاتا ،لیکن آپ یقین جانئے کہ میرے لئے اب یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے کیونکہ اب حضرت مولانا علی میاں صاحب کے اٹھ جانے کی وجہ سے قلب وفکر مفلوج سے ہو گئے

ہیں کسی کام میں جی نہیں لگتا یہ سطریں آپ کو انتہائی دشواری کے ساتھ لکھ رہا ہوں صبر وسکون کے سرمایہ کو سمیٹنے کی توفیق کے بعد سب سے پہلے اب ان پر لکھنے اور اس سلسلے کے دوسرے حقوق کی ادائیگی کے لیے ہمت جٹانی ہوگی۔اس لیے اس وقت تو معاف رکھیں۔آپ کا تعلق اور ربط کا پیمانہ لبریز ہوئے بغیر اگر آئندہ اپنی سمت میں مصروف غم رہا تو ان شاء اللہ ''الحق'' کے لئے لکھنے کی کوشش کی جائے گی۔ ہر چند کہ عربی کی مصروفیات اردو کے لئے کسی طرح فارغ نہیں ہونے دیتی۔اس موقع سے میں انتہائی شکرگزار ہوں کہ آپ کا رسالہ ہی واحد رسالہ ہے جو پاکستان سے میرے پاس پابندی سے آتا ہے، البلاغ سال میں ایک آدھ ہم دست ہوتا ہے۔بینات آتا ہی نہیں اور دیگر کوئی بھی رسالہ نہیں آتا۔اس سلسلے میں آپکی توجہ درکار ہے۔حضرت مولانا مدظلہ کو سلام اور درخواستِ دعا نیز برادران اور اساتذہ کرام کو بھی۔ والسلام: نورعالم خلیل امینی

استاذ ادب عربی ورئیس تحریر مجلّہ ''الداعی'' دارالعلوم دیوبند، بھارت

ماہنامہ ''الحق'' کیلئے لکھے گئے حضرت مولانا نورعالم خلیل امینیؒ کے مضامین ومکتوبات کی فہرست

نورعالم خلیل امینی کویت پر قبضے کے بعد سعودی عرب پر عراقی یلغار کے ناپاک عزائم......اکتوبر ۱۹۹۰/ ۹۔۲۹
نورعالم خلیل امینی علم کا اک چراغ تھا نہ رہا–مولانا قاضی اطہر مبارک پوریؒ.........اکتوبر ۱۹۹۶/ ۳۳۔۳۶
نورعالم خلیل امینی مکتوب بنام راشد الحق سمیع.........جنوری ۱۹۹۷/ ۸۔۷
نورعالم خلیل امینی شیخ عبدالفتاح ابوغدہ حلبی شامیؒ.........اپریل ۱۹۹۷/ ۵۔۳۰
نورعالم خلیل امینی مکتوب بنام راشد الحق سمیع.........جنوری ۲۰۰۰/ ۲۔۷
نورعالم خلیل امینی مسلمانوں کو تباہ کرنے کا جامع اور دور رس امریکی منصوبہ [۱۱ رستمبر کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی اور طالبان پر امریکی جارحیت/ ۲ راقساط] فروری ۲۰۰۲/ ۱۵۔۳۱، مارچ ۲۰۰۲/ ۱۳۔۴۷
نورعالم خلیل امینی طالبان سے پہلے اور بعد کی دنیا [امریکا، اقوامِ متحدہ اور اُمتِ مسلمہ].........مئی ۲۰۰۲/ ۹۔۲۴
نورعالم خلیل امینی عالمِ کفر بمقابلہ طالبان [مایوسی' مومن کا شیوہ نہیں].........جون ۲۰۰۲/ ۱۴۔۲۰
نورعالم خلیل امینی عراق میں شکست، مگر کس کی؟.........جولائی ۲۰۰۳/ ۷۔۱۱
نورعالم خلیل امینی امریکا کے ہاتھوں سقوطِ بغداد کے مضمرات وحقائق.........اگست ۲۰۰۳/ ۱۱۔۲۷
نورعالم خلیل امینی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دشمنانِ وقت کی طرف سے محاذوں کی تکثیر اور اُسوۂ نبی اکرمؐ.....ستمبر ۲۰۰۶/ ۲۲۔۳۳

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

صحابہ کرامؓ کا مقصد حیات

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم اما بعد فاعوذ باالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:۵۵)

''اللہ نے تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں وعدہ کرلیا ہے کہ ان کو البتہ ملک میں اس طرح حاکم بنادیں گے جس طرح حاکم بنایا پہلے لوگوں کو اور ان کے لئے اس دین کو جو ان کیلئے پسند کردیا جمادیں گے۔ اور ان کے خوف کے بدلے ان کو (اللہ) امن دے گا (یہ لوگ) میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ اس کے بعد جو لوگ ناشکری کریں گے پس وہی لوگ نافرمان ہونگے۔

سب سے اہم واقدم فریضہ

تلاوت شدہ آیت کریمہ کے ضمن میں ابھی تک جو معروضات پیش کر چکا ہوں آپ کو اندازہ ہو چکا ہوگا کہ مذکورہ آیت اور کئی دیگر آیات مبارکہ میں بار بار ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کو لازمی قرار دیا گیا' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مؤمن اور مسلم حقیقی طور پر اس وقت تک مومن اور مسلمان کہلوانے کا حقدار نہیں جب تک ایمان و اسلام کے دعوے کے ساتھ اعمال صالحہ پر گامزن اور معاصی سے اجتناب نہ کرے۔ مسلمان کو اپنی زندگی انہی مقدس مقاصد کی تکمیل کے لئے وقف کرنی ہوگی۔ رحمۃ للعالمین سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ انہی مقاصد کی تعلیم وتبلیغ میں صرف ہوئی۔ یہی اہم فریضہ جو صحابہؓ آپؐ کے بعد خلافت و امارت کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے انہوں نے بھی حضورؐ کے مقررہ اصولوں کے مطابق احسن طریقہ سے ادا کردیا۔

اطاعت کی برکتیں

وہ مختصر جماعتِ مہاجرین وانصار' اللہ اور رسولؐ کی ہر بات ماننے کے ایسے عادی بن چکے تھے کہ ایمان وعمل صالح کے نتیجہ میں جو بشارتیں' ان کو دی جاتیں ان کا یقین محکم ہوجاتا کہ ان اعمال

کے نتیجہ میں آخرت کی رحمت' مغفرت اور جنت الفردوس کا ملنا تو یقینی ہے بلکہ نہ صرف آخرت دنیا ہی میں ان دونوں کی بدولت بڑی بڑی نعمتیں مثلاً سلطنت' امانت' خلافت اور عزت وغیرہ کا حاصل ہونا بھی یقینی امر ہے۔ اور یہی پھر ہوا بھی۔ جس قوم کی معاشرہ میں کوئی قدر ومنزلت اور عزت نہ تھی تمام شوکتیں ان کے ہاتھ میں آ گئیں۔

صحابہ کرامؓ کا مقدس مشن

اسی دور کی وہ قومیں جو ان کے سامنے شیر بن کر ان کو ہر وقت للکار رہی تھی وہ ان کے سامنے لومڑی اور گیڈر سے بھی کمزور بن کر قدموں میں جھک گئیں۔ امت کے طبقہ علیا سے تعلق رکھنے والے اس خدا پرور' دورلیش اور فقیر منش مختصر جماعت صحابہ کا مقصد دوسرے اقوام سے عزت و دولت چھیننا نہ تھا بس صرف ایک ہی مدعا تھا کہ خود بھی دینِ متین کے عامل بن جائیں اور لوگوں سے بھی یہی مطالبہ تھا کہ نیک' متقی اور صرف اللہ کے عبادت کرنے والے بن جاؤ' نہ ان کو اقتدار کی طلب اور نہ بڑے سے بڑے عہدے کی خواہش و لالچ تھی۔

صحابہ کرامؓ کے شب روز

ھم باللیل رھبان وبالنھار فرمان کا لقب پانے والے ساری ساری رات نماز' ذکر' دعوات اور خالق کائنات کے حضور رو رو کر گزارتے۔ خشیت الٰہی سے ان کے قلوب معمور ومنور تھے۔ راتیں اس کیفیت میں اور دن ایک نڈر اور بہادر سپاہی جیسے اعلائے کلمۃ اللہ کی سربلندی کے لئے گھوڑے کی پشت پر گزارتے۔ اخلاق محمدیؐ اور اعلیٰ کردار کو لے کر جب میدان عمل میں نکلے تو اس راستہ میں جو مفسد اور باطل قوت رکاوٹ بن کر زور آزمائی کی کوشش کرتا خس وخاشاک کی طرح بہہ کر نام ونشان ہی مٹ جاتا۔

صحابہ کرام کی مجاہدانہ عظمتِ شان

حضرت عمرؓ کا دور خلافت ہے مسلمانوں نے اپنے جوش ایمانی اور اطاعت ربانی کے باعث طاقت وحکومت کے نشے میں مدہوش قیصر وکسریٰ یعنی روم و ایران کی عظیم الشان حکومتوں کو شکست دے کر ان کا نشہ وغرور پاش پاش کردیا تاریخ کوئی ایسی مثال پیش نہیں کرسکتی کہ ایک طرف چند صحرانشین اور درویش جن کے پاس روایتی اور وقتی ہتھیار بھی نہیں۔ دوسرے طرف لاکھوں کی تعداد میں حاکمانِ کسری کی تنخواہ دار فوج، ظاہری آلات و اسباب حرب سے مالا مال، شدید جنگ ہوئی، مسلمان غازیوں، مجاہدوں اور صحابہ کی کل تعداد قریباً ۳۰ ہزار، ایرانیوں کا لشکر تین لاکھ نفوس پر مشتمل اور ہر قسم کے اسلحہ سے لیس، قیادت گورنر خراسان کے بیٹے رستم جو نہایت شجاع اور جنگی امور کا ماہر تھا،

کے ہاتھ میں تھی۔اہل فارس کو مذہبی غیرت کا جوش دلا کر ان میں اتحاد واتفاق پیدا کرنے کی کوشش کی۔مجاہدین کے پاس وردی تک نہیں۔کسی کے پاس صرف لمبا کرتہ اور کسی کے ہاتھ میں خنجر۔چند کے ہاتھوں میں تلوار اور بعض نیزے اٹھائے ہوئے تھے۔نہ غذا کا باقاعدہ انتظام ہے اور نہ اسلحہ و خوراک وغیرہ کے رسد کے ذرائع و وسائل۔اپنے سروں کو ڈھانپنے کیلئے پگڑیاں بھی تمام غازیوں کو میسر نہ تھیں جس کے پاس پگڑی نہ تھی تو سر پر رسی باندھی ہوئی تھی۔وہ صرف ایمان اوراللہ ورسول کی اطاعت ومحبت سے بھرپور ہوکر میدان کارزار میں لاکھوں ایرانیوں کی یلغار کا مقابلہ کرنے آئے تھے۔لاکھوں فارسی' صحابہ اور مجاہدوں کے چند ہزار پر مشتمل لشکر جرار کا سامنا کرتے ہی ان میں بھگڈر مچ گئی۔صحابہ شیروں کی طرح ایرانیوں پر حملہ آور ہوئے۔دشمن نے ان کا مقابلہ کرنے کی بجائے میدان جنگ سے بھاگنا شروع کردیا۔

صحابہ کرام کی اخلاقی بلندیاں

اس زمانے کا نامور اور مشہور جنگو اور پہلوان رستم اپنے لاکھوں فوجیوں کو بلیوں اور چوہوں کی طرح بھاگتے ہوئے دیکھ کر حیرانی وپریشانی کی حالت میں اپنے ماتحت کمانڈروں سے اپنی شکست کی وجوہات پوچھ رہا تھا کہ ہماری لاکھوں کی فوج جن کے پاس ہرقسم کا اسلحہ' وسائل' ظاہری قوت وسطوت موجود ہے اور مقابلہ میں چند ہزار ظاہری بے یارومددگار' وسائل جنگ سے محروم' کمزور عرب بدووں کے سامنے ٹھہرنے کی بجائے کیوں راہ فرار اختیار کررہے ہیں۔رستم کے ماتحتوں نے اپنی جان بخشی کی شرط پر اور نئے تہذیب کے دلدادہ مسلمانوں کے لئے عبرت اور سبق حاصل کرنے کیلئے بے شمار راز پوشیدہ ہیں کہ وہ بھی انہی مختصر جماعتِ صحابہ ومسلمانوں کے کردار واخلاق کو اپنا کر فارس جیسے عظیم اسلام دشمنوں کا تیاپانچا کرسکتے ہیں۔رستم پہلوان کے زیرکمان لڑنے والے جنگجوؤں نے واضح اور برملا اقرار کیا کہ یہی بے سروسامانی کی حالت میں لڑنے والے عنقریب تمہارے پورے ملک پر قبضہ کرنے والے ہیں۔سلطنت فارس کے لشکر ہر محاذ پر شکست سے دوچار ہوکر ان کی طاقت وقوت پاش پاش ہوجائے گی۔کیونکہ اخلاق عالیہ' امانت ودیانت' شفقت ومحبت اپنے رب کی اطاعت' زہدو تقویٰ جیسے اوصاف سے مالا مال ہوکر ان لڑنے والوں کی تقدیر میں یقیناً فتح ہی فتح ہوگی۔یہ ایسی عجیب وغریب مخلوق ہے۔کہ دن بھر دشمن کے مقابلہ میں لڑتے ہیں۔رات بھر اپنے خالق ومالک کے آگے آہ وزاری میں اس سے مدد کے طلبگار رہتے ہیں۔عاجزی وانکساری میں یہ لوگ بے مثال ہیں۔اپنی طاقت اور قوت کے نشے میں مبتلا رہنے کی بجائے اپنے رب سے فتح ونصرت کے طلبگار ہیں۔ان کی برکت سے بے آب وگیاہ اور اجڑے ہوئے علاقے آباد اور سرسبز ہوجاتے ہیں۔کسی غیر کی عورت کو

بدنظر سے دیکھنے کا تو ان کے ہاں تصور نہیں۔

شاہان کسریٰ اور ایرانی سلطنت صحابہؓ کی ٹھوکر ہیں

ان کے مقابلہ میں تیری فوج اخلاقی قوت سے بالکل عاری، امانت و دیانت کا ان کے ہاں ذکر تک نہیں۔ شراب نوشی و زنا ان کا محبوب مشغلہ، لوٹ مار اور دوسروں کے اموال پر قبضہ کرکے اسے شیر مادر کی طرح حلال سمجھتے ہیں۔ جس علاقہ میں داخل ہوجاتے ہیں ہنستے بستے اور سرسبز و شاداب علاقے کھنڈرات میں تبدیل ہوکر لوگوں کے باغات اور فصل بنجر و بے آب وگیاہ ہوجاتے ہیں۔ اب خود موازنہ کرلو کہ فتح تمہاری ہوگی، یا ایمان صالحہ کے فولادی اسلحہ سے لیس ان درویشوں کی ہوگی؟ اور پھر وعدۂ ربانی کا ایفاء کرتے ہوئے یہی ہوا۔ عظیم سلطنت فارس کے لاکھوں افواج کو شکست اس کے جانے پہچانے پہلوان جرنیل رستم کو تیسرے معرکہ میں موت کے گھاٹ اتار کر اس کی موت کے ساتھ اپنی کرسی اور اقتدار اور دنیا پر غلبہ پر غرور حاصل کرنے والوں کے خواب ان فقراء کے ہاتھوں چکنا چور ہوکر ایرانی سلطنت کا خاتمہ ہوا۔ شاہان کسریٰ کی مملکت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔

اسلامی سلطنت کی وسعتیں

مکہ و جزیرۃ العرب آنحضرت کے زمانہ میں فتح ہوئے۔ ابوبکرؓ کے دور خلافت میں فارس، شام، مصر، دمشق و دیگر اہم علاقوں میں اسلام کے جھنڈے سربلند ہوکر کفر کے درختوں کی بیخ کنی شروع کردی گئی۔ حضرت عمر فاروق کی امارت میں یہ فتوحات بام عروج پر پہونچے۔ اپنے اپنے وقت اور علاقوں کے ان بڑے بڑے فرعونوں کے سیم وزر سے بھرے ہوئے دین کے نام پر اپنا سب کچھ قربان کرنے والوں کے قبضہ میں آکر فقراء ومساکین اور حاجتمندوں کے دروازوں پر لے جاکر ان میں تقسیم کردیئے گئے۔ حضرت عثمان غنی ذی النورین مسند نشین خلافت ہوئے ان کے دور خلافت میں اسلامی مملکت کے سرحدات مزید پھیلتے گئے۔ الجزائر ومراکش کے موجودہ ممالک جن کو افریقہ میں شمار کیا جاتا تھا۔ سپین کے بعض حصے، قبرص وطبرستان اور کئی اور علاقے ان ہی کے سربراہی میں فتح ہوکر اسلامی سلطنت کا حصہ بن گئے۔

صحابہؓ حق وانصاف کے علمبردار تھے

اپنے سے کئی گنا طاقتور اور بڑی حکومتوں سے ٹکر لے کر فتوحات حاصل کرنے کی وجہ یہی تھی کہ وحی الٰہی کی روشنی میں ان کی ایسی تربیت اور نفوس کا تزکیہ ہوا کہ وہ زہد اور تقویٰ کا مجسمہ بن گئے عفت امانت خوف خدا، ایثار وقربانی میں اپنی مثال آپ تھے۔ حکومت اور عہدہ کی حرص ولالچ انکے وہم وگمان میں بھی نہ تھی۔ اللہ کے قانون کے مطابق لوگوں کے فیصلے کرتے تھے، حق وانصاف کے ایسے علمبردار تھے

کہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی حق و انصاف کا دامن ترک کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔

امت کیلئے لائحہ عمل

اللہ کے اٹل فیصلہ کے مطابق فتح و شکست' عزت و ذلت کے اپنے اپنے اسباب و عوامل ہیں۔جس نے جس راہ کو اختیار کیا نتیجہ اسی کے مطابق حاصل ہوگا: ارشاد باری ہے۔اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَ اِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (ال عمران۔۱۶۰) ''اگر اللہ تمہاری امداد کرنا چاہے تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا اگر تمہیں ذلیل کرنا چاہے تو کون ہے جو اس کے سوا تمہاری مدد کرے''

کاش اگر ہم اللہ کے صحیح بندے بن گئے تو ہرلحہ و گھڑی اللہ کی امداد شامل رہے گی۔ جب اللہ کسی کا معاون بن جائے' تو پھر سمندر و دریا' جنگل و پہاڑ بھی اس کے حکم سے مسخر ہوجاتے ہیں۔ بادلوں پر بھی انہی کا حکم چلتا ہے۔اشارہ کرتے ہی اللہ کے حکم پر بارش برسنے کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔عقیدہ مسلمان کا مضبوط ہوجاتا ہے کہ حضورؐ کی ارشاد کردہ دعا اللھم لامانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ''یا اللہ جو نعمت (عظمت وعزت) تو دے دے اسکو روکنے والا کوئی نہیں اور جو نعمت تو منع کردے (روک دے) اس کو دینے والا کوئی نہیں'' کا ظہور ووقوع یقینی ہے' شرط یہ کہ اپنے آپ کو خالق و مالک کون و مکان کی عبادت کے لئے وقف کردیں اور اپنے اعمال و زندگیوں کو قرآن و حدیث کی حدود وقیود کے اندر گزاریں۔ مسلمانوں کے عظمت گزشتہ پر اگر ایک نظر ڈالیں اور اپنے پیغمبر رسول کی پیشن گوئیوں کا مطالعہ کریں کہ آج بھی مسلمانوں کی رہی سہی جو سلطنتیں قائم ہیں۔وہ حضورؐ کی پیشن گوئیوں کی حقانیت اور اللہ کی جانب سے نیک عمل کرنے والے ایمان کے زیور سے آراستہ مسلمانوں سے وعدہ کرنے ہی کا صلہ اور نتیجہ ہے۔

اصلاح اموال کی طرف توجہ کی ضرورت ہے

اس دور میں مسلمان کلمہ شہادت کے علمبردار بن کر بھی اپنے ہر فعل و قول میں اللہ سے کئے ہوئے وعدوں میں نافرمانی پر اصرار کرتے چلے جارہے ہیں۔اصلاح احوال کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے شکوہ بھی اسی رب سے کررہے ہیں جس کے بتائے ہوئے صراط مستقیم سے بھٹک کر کفری طاقتوں کی دوستی اور سایوں میں سکون تلاش کررہے ہیں۔ عجیب تضاد ہے۔موجودہ ہمارے اعمال و گفتار کی موجودگی میں یہ کہنا کہ رب کائنات نے اپنی رحمت و مدد روک دی ہے اپنی نااہلی پر پردہ ڈالنا او رجان بوجھ کر اپنے زوال اور بیماریوں کے اسباب سے آنکھیں چرانے کا ایسا المیہ ہے جس کے انجام

میں مسلمان قدم قدم پر عذاب الٰہی کو مزید دعوت دینے کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

صحابہ کی امتیازی شان رجوع الی اللہ

ایک وہ مقدس وروحانی دور تھا کہ جب کوئی آفت، مصیبت اور خطرے کی گھڑی آتی وہ پاکیزہ نفوس فوراً رجوع الی اللہ کرکے آفات کے ازالہ کے لئے خدا ہی کو یاد کرتے، کبھی انہوں نے ظاہری اسباب وعلل پر اعتماد نہیں کیا۔ خشوع وخضوع عجز و انکساری کے اظہار کے ساتھ ہی اللہ کی رحمت کا نزول شروع ہوجاتا' غزوہ احد کے پُرخطر موقع پر آنحضرتؐ نے اللہ ہی سے غالب آنے اور فتح حاصل کرنے کے لئے آہ وزاری سے دعا کی جس کا نتیجہ فتح کی صورت میں نکلا۔

''حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کے موقع پر ایک موقع پر دعا فرمارہے تھے: یا اللہ میں تجھ سے تیری امان چاہتا ہوں۔ اور تیرے وعدہ کا پورا کرنا چاہتا ہوں۔ اے اللہ اگر تو یہی چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہیں ہوگی (یعنی دشمن کے مقابلہ میں موجودہ مسلمان ختم ہوکر روئے زمین پر کوئی مسلمان نہ رہے) حضرت ابوبکر نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بس فرما (کافی ہے) آپ نے اپنے رب سے آہ وزاری اور گڑگڑانے کیساتھ جو دعا فرمائی یہی فتح وکامیابی کے لئے کافی ہے۔ جسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اطمینان و مسرت سے (زرہ پہنے ہوئے) یعنی مسلح ہوکر خیمہ سے باہر آکر اور بلند آواز سے اسی وقت نازل ہونے والی آیت پڑھ رہے تھے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ عنقریب کفار کی یہ جماعت شکست کھا کر اور سامنے آنے کی بجائے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔''

صرف اسی ایک ہی واقعہ میں آج کے زوال پذیر اور پسے ہوئے مسلمانوں کے مذہبی وقومی سربلندی وعروج کے لئے ایک ایسا بیش قیمت نسخۂ اکسیر اور دعوت موجود ہے کہ اسے اپنا کر کفار واغیار کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے بچ سکتے ہیں اور وہ یہی ہے کہ سختی اور مصائب کے موقع پر ہم خدافراموشی اور خودفراموشی کو ترک کرکے رجوع الی اللہ' عجز وبندگی' خودداری' اور اللہ کے رسول کے وعدوں پر کامل بھروسہ واعتماد عمل صالح، خشیت الٰہی، مجاہدہ نفس جیسے اوصاف حمیدہ پر عمل پیرا ہوکر مسلمان اپنی گم کردہ عظمت ومقام کو دوبارہ حاصل کرسکتے ہیں۔

مالک کون ومکان ہم اور آپ سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق نصیب فرماویں۔

مولانا نور عالم خلیل امینیؒ
مدیر ''الداعی'' واستاد عربی دارالعلوم دیوبند

مولانا سمیع الحق شہیدؒ صاحب نظر دانشور

حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی صاحبؒ، ہندوستان میں عربی زبان وادب کے مشہورادیب و مصنف تھے، دارالعلوم دیوبند کے عربی مجلہ ماہنامہ ''الداعی'' دیوبند کے مدیر اعلیٰ ہونے کے ساتھ ساتھ دارالعلوم دیوبند کے استادعربی ادب کے طور پر ذمہ داریاں انجام دیں۔ حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی رحمہ اللہ نے بیماری اور ضعف کے باوجود شہید اسلام شہید ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحق سے عشق ومحبت کی بناء پر یہ گرانقدر مضمون خصوصی نمبر کے لئے ارسال فرمایا تھا جو درج ذیل ہے۔۔۔(ادارہ)

- ...... برصغیر کے علماء وقائدین ملت کے درمیان ممتاز شان اور الگ پہچان
- ...... علم وفضل ،تقویٰ وصالحیت،سیاست وقیادت کے میدان میں سرگرم عمل
- ...... علمی کمال کے ساتھ سیاست وقیادت کی سرگرمیوں میں کامیاب وبامراد
- ...... سیاستداں کے ساتھ باکمال محدث، دیدہ ورمفسر،صاحب نظرمحقق
- ...... سازش ہائے عالم سے باخبر رہنماء دانشور
- ...... اردوزبان کے صاحب اسلوب نثر نگار ومصنف

اس راقم عاجز وآثم کو یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ترجمان رسالہ ''الحق'' کا حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ پر خصوصی نمبر شائع ہونے جارہا ہے،اس ناچیز سے پہلے بھی اور تازہ خط مورخہ ۲۲ رستمبر ۲۰۲۰ کے ذریعے بھی جوای میل کے ذریعے سے ملا،حضرت مولانا پر مضمون یا تاثر لکھ بھیجنے کی شدید خواہش کا اظہار کیا گیا،لیکن دو مرکزی وجوں سے یہ راقم اس کارخیر میں شریک نہ ہوسکا۔

☆ کثرت امراض کی وجہ سے حد درجہ ذہنی پژمردگی جس کی بناء پر کوئی کام بالخصوص تحریری کاوش جس میں ذہنی شفافیت کی بہ طور خاص ضرورت ہوتی ہے، صحیح ڈھنگ سے راقم سے انجام پذیر نہیں ہو پاتی۔

☆ حضرت مولاناؒ پر لکھنے والے بہت سے حضرات جواس راقم سے زیادہ اچھا لکھنا جانتے ہیں نیز حضرت مولاناؒ کوبھی مجھ سے بہ درجہا بہتر طور پر قریب سے جانتے ہیں لکھ چکے ہوں گے یا اب لکھ رہے ہوں گے ،اس لئے راقم کا ان پر لکھنا تحصیل حاصل جیسا لگتا ہے اور یہ پیچیدہ کام ہے۔

اسی لئے اس وقت بھی صرف اس چندسطری تاثر پر اکتفا کرتے ہوئے ، وہ حضرت مولاناؒ کے صاحبزادوں اور دارالعلوم حقانیہ کے ذمے داروں سے ، بے حد معذرت خواہ ہے، والعذر عند کرام الناس مقبول۔

حضرت مولانا سمیع الحقؒ (پ:۱۸؍دسمبر ۱۹۳۷ء شنبہ:۱۵؍شوال ۱۳۵۶ھ ،ش: جمعہ،۲۳؍صفر ۱۴۴۰ھ ،۲؍نومبر ۲۰۱۸) برصغیر میں علماء وقائدین ملت کے درمیان اپنی ممتاز شان اور الگ پہچان رکھتے تھے کہ ان میں علم وفضل اورتقویٰ وصالحیت کے ساتھ ساتھ،سیاست وقیادت واجتماعی خدمت کے میدان میں نتیجہ خیزطور پر ،سرگرم عمل رہنے کی بھرپور اورثمر آور صلاحیت تھی، اسی لئے خدا کی توفیق سے انہوں نے دین وملت اور تعلیم وتربیت نیز تالیف وتحریر وتحقیق اورتقریر وخطابت کی خدمات کے میدانوں میں جس طرح پوری زندگی اپنے آپ کومتحرک رکھا، یہ ان کا امتیاز رہا اورکوئی دوسرا ان کی ہم سری نہ کرسکا، اللہ تعالیٰ نے ان کی خدمتوں کوشرف قبولیت سے نوازا اورانہیں شہادت کی موت سے بہرہ ور کیا، جس بیدردی وسنگ دلی سے انہیں شہید کیا گیا ،اس کے مرئی ومسموع منظرکو دیکھ کراور سن کر ہر غیرتمند مسلمان کا کلیجہ منہ کوآ گیا تھا، آج بھی اس واقعے کے تصورمحض سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، لیکن ان کی مظلومیت کے بہ قدر اللہ ان کے درجات بلند کرے گا اور انبیاء وشہداء وصدیقین کے ساتھ ان کا حشر کرے گا۔

علمی کمال کے ساتھ سیاست وقیادت کی سرگرمیوں کوجمع کرنا اور دونوں میدانوں میں کامیاب وبامراد رہنا انتہائی مشکل کام ہے کیونکہ اول الذکر میدان سکون وعافیت اور گوشہ نشینی کا متقاضی ہوتا ہے، جبکہ ثانی الذکر میدان تمام ترجلوہ آرائی ،ہجوم آمیزی، ہل چل خیزی کا ہے، حضرت مولانا نے دونوں میدانوں میں اپنے بے شمار کارناموں کے ذریعے امت وملت کو فائدہ پہنچایا اوراپنی عظمت ویکتائی کے انمٹ نقوش جبیں کائنات پر ثبت کرنے کیساتھ ساتھ اپنے رب کے سامنے سرخرو ہوئے۔

وہ مدت مدید تک دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم رہے جس کو ان کی سعی بے پناہ ومشکور کی وجہ سے عالمی شہرت وعزت ملی، کئی دہائیوں تک اس کے شیخ الحدیث وسربراہ وسرپرست سب کچھ رہے، حتیٰ کہ وہ اوران کی بھاری بھرکم شخصیت دونوں مترادف ہوگئے تھے، اسی کے ساتھ وہ ''دفاع پاکستان کونسل'' کے چیئر مین جمعیت علمائے اسلام (س) کے امیر، ''متحدہ مجلس عمل'' کے بانی، ''متحدہ دینی محاذ'' کے بانی اوردو میقاتوں میں ۱۹۸۵ء تا ۱۹۹۱ء اور ۱۹۹۱ تا ۱۹۹۷ء اپنے ملک کے ایوان بالا کے رکن رہے، انہوں نے اسلام کی سربلندی، مسلمانوں کی عظمت کی بحالی اوران کے اتحاد واتفاق واشتراک وتعاون باہمی کے لئے وہ سب کچھ کیا جو وہ کرسکتے تھے۔

وہ سیاستداں وسیاستراں رہنے کیساتھ ساتھ ،باکمال محدث، دیدہ ورمفسر، دانشور وصاحب نظر وسازش ہائے عالم سے باخبر عالم ،مصنف تو تھے ہی وہ اسی کے ساتھ اردو زبان کے صاحب اسلوب نثر نگار تھے، وہ اپنے رسالے ''الحق'' میں اپنی یادداشت کے سیریل کو جس خوبصورتی، چاشنی، سلاست اور ادبی تراوش کے ساتھ پیش کرتے تھے، اس سے ان کی تحریری شناخت غیر معمولی طور پر اجاگر ہوئی۔ان کی عوامی وسیاسی نیز ان کی دینی وعلمی تقریریں بھی ان کی شخصیت کی نمایاں پہچان رہیں، جن کے ذریعے انہوں نے بہت سے معرکے سر کیے، ملت اورامت کے ڈھیر سارے مسائل حل کئے اورداخلی وخارجی سطح پر دین وملت کے لئے بڑے بڑے اکتسابات کئے اور علمائے دین وداعیان حق کی باشعور وبیدار مغز ٹیم تیار کی، جو دین ودعوت وقیادت اور تعلیم وتربیت وتالیف وتصنیف کے میدانوں میں داد عمل دے رہی ہے اوران شاء اللہ دیتی رہے گی۔اس طرح انہوں نے بے شمار ایسے کارنامے انجام دیئے جوان کی نیک نامی ہی کا ذریعہ نہیں بنے بلکہ کہ اللہ کی رضا اور مرنے کے بعد ان کے لئے تاحشر صدقہ جاریہ بنے رہیں گے۔حضرت مولانا کے تذکرے سے ان کے کارناموں کو محفوظ ومنشور کرنے سے بہت بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ قارئین ان سے واقف ہوکر ان کے لئے بے پناہ دعائیں کرتے رہیں گے، دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ نسل حاضرونسل مستقبل کیلئے یہ محفوظ کردہ کارنامے لائحہ عمل اور نقش راہ ثابت ہوں گے اور جو لوگ ان کی حفاظت اور بقاء کا ذریعہ بن رہے ہیں ان کیلئے یہ صدقہ جاریہ ہوں گے (ان شاء اللہ تعالیٰ)

(آخری قسط)

شیخ الحدیث مولانا انوار الحق صاحب
مہتمم جامعہ حقانیہ و نائب صدر وفاق المدارس

دارالعلوم دیوبند کے عظیم جشن بہاراں کا ایک منظر

صد سالہ اجتماع دارالعلوم دیوبند کے لیے سفر کی دلچسپ روئیداد

اور ریل گاڑی پاکستان کے لیے روانہ ہوگئی

ساڑھے نو بجے گاڑی دہلی سٹیشن سے روانہ ہوئی، حضرت والد صاحب کے ساتھ ان کی بوگی میں حاجی ممتاز خان، حامد الحق اور راشد الحق بیٹھ گئے اور ہم لوگ دوسری مذکورہ مخصوص بوگی میں، گاڑی انتہائی تیزی سے امرتسر کی طرف بڑھ رہی تھی، سونا اور آرام کرنا تو ممکن تھا لیکن زیادہ تر سواریاں جو اس بوگی میں تھیں اور شاید اس سارے ٹرین میں وہی حضرات تھے جن کا آنا جشن دیوبند کے سلسلہ میں ہوا تھا چنانچہ ساری رات گپ شپ اور ہندوستان کے بارے میں تبصروں میں گزار دی۔

الوداع: دیوبند

قریباً ساڑھے بارہ بجے رات گاڑی دیوبند کے سٹیشن سے گزری چونکہ میل گاڑی تھی اس لئے اس اسٹیشن پر نہ رکی، سارے ساتھیوں نے حسرت بھری نظروں سے عالم اسلام کے اس عظیم یونیورسٹی اور علوم نبویہ کے اس سرچشمہ کی سرزمین کو دیکھا اور الوداع کہا، صبح سات بجے گاڑی امرتسر کے اسٹیشن پر آکر رکی۔ اترتے ہی کئی ٹیکسی، اور گاڑیوں والوں نے بار بار اصرار کیا کہ اگر کار یا بس کے ذریعہ واہگہ بارڈر تک جانا ہو تو ہم لیجائیں گے۔ مگر اسی راستہ میں پیدل مسافت اور سامان کی زیادتی اور بار بار سامان اٹھانے کی مشقت سے بچنے کیلئے ہم نے ریل گاڑی ہی سے لاہور تک سفر جاری رکھنے کا پروگرام بدستور رکھا۔ یہاں سے گاڑی نو بجے لاہور کیلئے روانہ ہونی تھی، چائے وغیرہ سے فراغت کے بعد امرتسر ہی کے سٹیشن پر گاڑی کا انتظار کرتے رہے۔

امرتسر سے لاہور کے لیے روانگی

ساڑھے آٹھ بجے ایک گاڑی جو روزانہ معمول کے مطابق لاہور اور امرتسر کے درمیان چلتی ہے ۔ پلیٹ فارم پر آکر رکی۔ اس میں آدھے ڈبے انڈیا کے جن کا رنگ سرخ تھا اور آدھے ڈبے پاکستان کے جن کا رنگ حسب معمول سبز تھا۔ ہم گاڑی میں بیٹھ گئے ۔ گاڑی لمبی تھی ،کافی جگہ بیٹھنے اور لیٹنے کو مل گئی۔ ساڑھے نو بجے گاڑی روانہ ہوئی اور ساڑھے دس بجے اٹاری جو کہ ہندوستان کا آخری سرحدی ریلوے سٹیشن اور ریلوے سے آنے والوں کیلئے ہندوستان کی چوکی ہے پر گاڑی آکر رکی۔ تمام سواریوں کو سامان سمیت اترنے کا کہا گیا۔ سب لوگ اترنے کے بعد سامنے رکھے ہوئے میزوں کے اردگرد جمع ہونے لگے۔ ہندو اور سکھ امیگریشن کے افسران نے پاسپورٹوں میں ضروری کارروائی کی اور جو ویزے ہم لوگوں کو دیے گئے تھے وہ یہاں واپس وصول کر لئے گئے ۔ یہاں پر بھی دیوبند کے جشن کے سلسلہ میں جن لوگوں کو ویزے دیئے گئے ان کے ساتھ خصوصی رعایت کی گئی اور جتنا جلدی ہوسکا نہایت خوش اخلاقی سے ان کے امور کو نمٹایا گیا۔ اس کے بعد انڈین کسٹم والوں نے سامان وغیرہ برائے نام چیک کئے اور سواریاں پھر اسی گاڑی میں بیٹھنا شروع ہوگئیں۔ بارڈر پر مختلف مراحل کو طے کرنا چونکہ ایک طویل سلسلہ ہوتا ہے اسلئے قریباً دو گھنٹے گاڑی کو یہاں رکنا پڑا۔ ساڑھے بارہ ہوئے ،ایک بجے گاڑی یہاں سے روانہ ہوکر کچھ دیر کیلئے واہگہ سٹیشن جوکہ پاکستان کا سرحدی اسٹیشن ہے پر رکی اور ڈیڑھ گھنٹہ بعد گاڑی نے ہم لوگوں کو لاہور اسٹیشن پہنچادیا۔ یہاں بھی اب پاسپورٹوں کے اندراج اور سامان کسٹم والوں کا چیک کرانے کا مرحلہ تھا۔ جو خیر و عافیت سے گزر گیا۔

مولانا فضل الرحیم صاحب ہندوستان میں رک گئے تھے اس لئے مولانا اکرم صاحب ناظم جامعہ نے چائے وغیرہ کا بندوبست کیا جس کے بعد حضرت والد صاحب کچھ آرام کے خاطر لیٹ گئے۔ پروگرام میں طے ہوا تھا کہ سفر کی اتنی صعوبت اور تکلیف برداشت کرنے کے بعد آج ہی واپس گاؤں جانا ناممکن ہے اس لئے رات لاہور میں گزار کر صبح اکوڑہ خٹک کو روانہ ہونے کا پروگرام بنایا۔ شام کے بعد میں اور حاجی ممتاز خان ان کی گاڑی دیکھنے کیلئے ورکشاپ گئے کیونکہ دیوبند جانے کے بعد کئی دنوں سے کھڑی رہی ۔ دیکھنا تھا کہ کس حالت میں ہے ۔ سٹارٹ کرنے کے بعد تفریح کی غرض سے باہر نکلے اور مختلف اطراف میں پھرنے کے بعد واپس جامعہ اشرفیہ پیلا گنبد آئے ۔ رات کا کھانا کھایا۔ آرام کیا اور کل اکوڑہ خٹک خیریت سے پہنچ گئے ۔

(قسط ۸۵)

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ذاتی ڈائری

۱۹۸۸ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے، آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی تجربہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں۔یاد رہے کہ یہ ڈائریاں ایک طرف حضرت مولانا عبدالحقؒ اور شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہید کے احوال و سوانح کے لئے بھی ایک بنیادی و اہم ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں تو دوسری طرف دارالعلوم حقانیہ کی تاریخ اور شب و روز بھی اس میں کافی حد تک محفوظ ہو چکے ہیں...... (مرتب)

مولانا محمد عبداللہ (مدیر ماہنامہ ''مناقب'')

اللہ حضرت مرحوم کے درجات بلند فرمائے، ان کا وقت مقرر تھا اپنے وقت پر دنیا سے تشریف لے گئے، اپنی نیک اور مبارک زندگی میں انہوں نے آخرت کے لئے جو بڑا ذخیرہ بنایا وہ یقیناً اس کی آسودگی اور راحت میں ہوں گے، نقصان تو ہم بدنصیبوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت سے محروم ہوگئے

آنچہ از ما گم شدہ گر از سلیمان گم شدی
ہم سلیماں ہم پری ہم اہرمن بگریستی

مولانا محمد رحمت اللہ (سابق رکن قومی اسمبلی جھنگ)

صرف مجھے ہی نہیں بلکہ ہمارے پورے ادارے ''جامع محمدی ضلع جھنگ'' میں یہ خبر نہایت

ہی غم وافسوس کے ساتھ پڑھی گئی، یہ ادارہ آپ کے غم میں برابر کا شریک ہے جامعہ کے عملہ نے مرحوم کے لئے ایصال ثواب کیا۔

محمد انوارالحق قریشی ایڈوکیٹ (ملتان)

ایک کام کے سلسلہ میں اچانک مدرسہ خیرالمدارس جانا ہوا تو وہاں علماء وطلباء سب قرآن خوانی میں مصروف تھے، دریافت پر حضرت شیخ الحدیثؒ کی وفات حسرت آیات کا علم ہوا، قرآن خوانی میں شامل ہوگیا اور حضرت قاری صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت مرحوم کی سیاسی بصیرت اور قومی اسمبلی میں اسلام وشریعت کے بارے میں ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کا موقع ملا۔

جناب مولانا مجاہد الحسینی (مدیر''صوت الاسلام'')

حضرت شیخ قدس سرہ کی علمی عظمت اور آپ کی دینی وجاہت کا برصغیر پاک و ہند کے تمام علمی، ملی اور سیاسی حلقوں میں جو اعتراف اور احترام پایا جاتا ہے وہ اظہرمن الشمس ہے، یقین جانئے! حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی وفات کی خبر سے یوں محسوس ہوا جیسے تیز روشنی کا بلب یک لخت بجھ گیا ہو اور ہر طرف گہرا اندھیرا چھا گیا ہو، حضرت شیخ رحمہ اللہ کی ذاتِ گرامی واقعی اس ظلمت کدۂ جہالت و ضلالت میں مینار رشد وہدایت کی حیثیت رکھتی تھی۔ ان کی وفات سے نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ دنیائے اسلام کو بڑا نقصان پہنچا ہے اور عالم اسلام ایک جلیل القدر محدث وفقیہ، ایک ممتاز عالم دین اور ایک بلند پایہ قومی وملی رہنما اور سیاستدان سے محروم ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شیخؒ کی مغفرت فرمائے، انہیں اپنے خاص جوار رحمت میں بلند مقام عطا فرمائے اور آپ حضرات کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازتے ہوئے صبر اور استقامت بخشے۔ آمین۔

شیخ الحدیث مولانا علی محمد (کبیروالا)

حضرت شیخ الحدیث کی وفات حسرت آیات سے سخت صدمہ ہوا، حضرت مرحوم بزرگوں کی آخری یادگار تھے، حق تعالیٰ حضرت مرحوم کو اپنے جوارِ خاص میں جگہ عطا فرمائیں، آپ حضرات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ ان اللّٰہ ما اخذولہ اما اعطی وکل شیٔ عندہ باجل مسمی۔ دارالعلوم ہذا میں حضرت کے ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا ہے۔

مدرسہ قاسم العلوم نعمان پورہ، آزاد کشمیر

برصغیر کی عظیم علمی و روحانی شخصیت دارالعلوم حقانیہ پشاور کے بانی و شیخ الحدیث مولانا

عبدالحقؒ کی وفات پر مدرسہ قاسم العلوم نعمان پورہ میں ایک تعزیتی اجلاس ممتاز کشمیری عالم مولانا امیر الزمان کی صدارت میں منعقد ہوا، اجلاس میں مولانا قاری محمد انور، مولانا محمد طیب کشمیری، مولانا عبدالخالق، مولانا محمد افضل، مولانا محمد طیب آف کفل گڑھ، قاری عبدالغفور، مولانا محمد سعید اور حافظ محمد اکرم نے شرکت کی، اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا امیر الزمان نے مرحوم کی دینی و ملی خدمات پر انہیں زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم نے پوری زندگی تبلیغ اسلام اور اسلام کی سربلندی کیلئے وقف کررکھی تھی اور لاکھوں مسلمانوں کے دلوں کو شمع توحید سے روشن کرایا۔

انہوں نے مزید کہا کہ آج افغان مجاہدین کے قائدین اسی شخصیت کے فیض یافتہ ہیں جنہوں نے ایک بڑی طاقت کو لوہے کے چنے چبوائے۔ آج مولانا مرحوم کی وفات سے برصغیر ایک عظیم شیخ الحدیث سے محروم ہوگیا۔ اجلاس میں مرحوم کے لئے فاتحہ خوانی کرکے ایصال ثواب کیا گیا اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ دریں اثنا آج عیدگاہ قاسم العلوم میں جمعہ کے اجتماع سے مولانا قاری محمد انور نے خطاب کرتے ہوئے مرحوم کی مذہبی اور ملی خدمات پر انہیں زبردست خراجِ تحسین وعقیدت پیش کیا، اجتماع میں اجتماعی فاتحہ خوانی بھی کی گئی۔

مولانا مفتی غلام قادر (خیرالعلوم خیرپور سندھ)

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت حیات کی خبرسن کر احقر اور خیرپور ٹامیوالی کے جملہ دیندار لوگ نہایت غمزدہ ہوئے۔ حضرت موصوف کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے، اس کا پر ہونا دشوار نظر آرہا ہے۔ واقعی حضرت رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات کے حق میں موت العالِم موت العالَم پورے طور پر صادق آتا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف وقت کے بہت بڑے محدث، فقیہ، عابد، زاہد تھے بلکہ آپ اولیائے کاملین کی نشانی تھے اور آپ کی مجاہدانہ زندگی اور مجاہدین کے مربی ہونے کا وصف وافر تھا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوارِ رحمت میں اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ یہاں مدرسہ خیرالعلوم میں تعزیتی جلسہ ہوا۔ مقامی علماء نے خراجِ عقیدت پیش کیا۔

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب (چکوال)

عرض آنکہ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی وفات باعثِ صدمہ ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حق تعالیٰ مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس نصیب ہو، آمین۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی علم وتقویٰ سے مزین تھی، اب آپ کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔حق تعالیٰ آپ کواور دوسرے صاحبزادگان کوحضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی اتباع میں دارالعلوم حقانیہ کی خدمت کی توفیق دے، آپ کواور ہم سب متوسلین و خدام کواتباع سنت اور اتباع صحابہ کرام اور حضور رحمۃ اللہ اللعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابوبکرصدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی اتباع نصیب فرمائے۔ فتنوں سے محفوظ رکھے اور اہلسنت والجماعت کو ہرمحاذ پرغلبہ عطا فرمائے ،آمین۔

مولانا علی اصغر عباسی (صوبائی خطیب اوقاف پنجاب)

استاذ المشائخ والعلماء شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ کا انتقال ایک بہت بڑا حادثہ ہے، حضرت شیخ گذشتہ صدی کے اکابرین اسلام کی عظیم نشانی تھے، آج ہم سب ان کی علمی اور روحانی برکتوں سے محروم ہوگئے ہیں، حضرت کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی ایک کامیاب زندگی نصیب فرمائی تھی اور ان شاء اللہ العزیز اگلے جہاں میں اپنے اکابر کے ہمراہ ان کو عظیم خوشیاں نصیب ہوں گی۔

مولانا محمد ضیاء القاسمی

محدث اعظم حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات المناک سے ہم سب ایک مشفق اور یکتائے روزگار شخصیت کی سرپرستی سے محروم ہوگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یوں تو حضرت والا کی شخصیت بے شمار خوبیوں کی مالک تھی، لیکن اس انارکی اور بے اعتمادی کی فضا میں آپ نے جس مثالی کردار سے تمام طبقوں میں غیر متنازعہ شخصیت کے طور پر اپنا تشخص قائم کیا یہ آپ کا نمایاں اور امتیازی کردار تھا۔آپ ہمیشہ ہی اسلاف کے کردار کی تابندہ و درخشندہ تصویر ہے۔آپ کا نورانی چہرہ اپنے اکابر کی روشن تصویر تھا۔آپ نے ہمیشہ اسلام اور اسلام کے تحفظ کے لئے جدوجہد کی، آپ کی مساعی جمیلہ سے آج لاکھوں قلوب اسلام اور علمائے حق کے زریں کارناموں سے منور ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کا صحیح جانشین آپ کو بنائے ۔ جامعہ قاسمیہ اور جناح مسجد میں حضرت مرحوم کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی گئی۔

شیخ الحدیث مولانا محمد چراغ

مجھے افسوس ہے کہ حضرت الشیخ مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر اظہار

تعزیت دیر سے کررہا ہوں؛ کیونکہ میں یہاں پر نہ تھا جس کی وجہ سے تاخیر ہوگئی ہے۔

حضرت الشیخ مرحوم ومغفور کی وفات حسرت آیات سے دینی وعلمی حلقوں میں بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے۔آپ کا وجود ہم سب کے لئے سایۂ خداوندی اور سرمایۂ علم وتقویٰ تھا۔آپ کے اٹھ جانے سے دینی حلقے واقعی یتیم ہوگئے ہیں اور علمی مجالسیں بے رونق ہوگئی، دلی دعا ہے کہ اللہ تعالٰی حضرت کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

جامعہ کے اساتذہ کرام اور طلبہ نے بھی قرآن خوانی کے بعد اپنے تعزیتی اجلاس میں حضرت کی علمی ودینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور آپ کے انتقال پر ملال کو ملت اسلامیہ کے لئے عظیم صدمہ قرار دیا۔

جماعت مبلغین توحید وسنت پاکستان لاہور

شیخ الحدیث علامہ مولانا عبدالحق کی وفات پر مجھے اور میرے متعلقین کو زبردست افسوس رنج وغم ہوا، میں آپ کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔حضرت مولانا مرحوم کی وفات ملک ہی کیلئے نہیں عالم اسلام کے لئے عظیم سانحہ ہے اور ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ جلد پُر نہیں ہو سکے گا۔ ان کی ساری زندگی اسلامی خدمات کیلئے وقف رہی ان کی اسلامی ملکی ملی قومی عظیم خدمات کی تاریخ فراموش نہیں کی جاسکے گی۔وہ حق گو اور بے باک عظیم شخصیت تھے،آپ توحید وسنت کے عاشق تھے ان شاءاللہ ان کے اس مشن کو جاری وساری رکھا جائے گا۔

تنظیم اہلسنت اسلام آباد

آج مورخہ ۹ ستمبر بعد نماز جمعۃ المبارک تنظیم اہلسنت پاکستان اسلام آباد کا ہنگامی اجلاس مرکزی جامع مسجد منعقد ہوا جس میں نشانِ حق حضرت مولانا شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔

تنظیم اہلسنت حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کی وفات کو قومی وملی المیہ تصور کرتی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث کی وفات سے جو علمی وسیاسی خلا پیدا ہوگیا ہے وہ کبھی بھی پُر نہ ہو سکے گا۔

مولانا غلام محمد (خلیفہ مجاز علامہ سلیمان ندویؒ کراچی)

آپ کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کی خبر ارتحال دل پر بجلی بن کر گری، ہائے افسوس اہل پاکستان ایک ولی اللہ اور مجاہد فی سبیل اللہ شیخ ربانی کے بابرکت وجود سے محروم

ہوگئے۔ پاکستان کی چالیس سالہ تاریخ میں شہید ضیاء الحق جیسا دیندار، مخلص اور صاحب نظر سربراہ مملکت پاکستان کو میسر نہ آیا تھا اور ان کی رحلت سے ابھی دل کی جراحت تازہ تھی کہ پاکستان کی وہ بزرگ ہستی جن پر عارف رومی یہ ارشاد صادق آتا تھا

واحد کالالف کبوہ آں دلی　　بلکہ صد قرن است آں عبدالعلی

ہم سے رخصت ہوگئی، بے بصیرت کیا جانیں کہ اہل اللہ کا وجود کتنی بلاؤں کی ڈھال اور کتنے انعامات الٰہیہ کے انجذاب کا سبب رہتا ہے۔

امام بخاری کے مزار پر بخاریٔ دوراں مولانا عبدالحق کے لئے تعزیتی مجلس

محترم! آپ کو معلوم ہی ہے کہ احقر اور مولانا محمد یوسف قریشی روس کے مسلمانوں کی دعوت پر، ۱۱ر ستمبر ۱۹۸۸ء کو تاشقند، بخارا، سمرقند اور خرتنگ وغیرہ دیکھ کر کوئی بھی دردِ دل رکھنے والا مسلمان آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا، جہاں سے پوری امت مسلمہ کی راہنمائی اور دینی تربیت ہوئی تھی اور جہاں سے اہل اسلام اپنے سینوں کو منور کرتے تھے۔آج وہ مراکز اسلام کسمپرسی کے عالم میں اپنے ہر ایک زائر سے ملتجانہ انداز میں مسلمانوں کے انتشار و افتراق اور اختلافات کی دلدل میں پھنس کر اپنے اصل مقاصد اور اہداف سے انحراف پر نوحہ کناں ہیں۔

تاشقند میں ظہر کی نماز کے بعد مسجد زین الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ خوانی ہوئی اور عصر کی نماز اسی شہر کی ایک دوسری مسجد، مسجد خواجہ علمبردار میں ادا کی، یہاں پہنچے تو ہیبت سے کلیجہ منہ کو آرہا تھا، پتہ نہیں کیا سبب ہے؟ استفسار کرنے پر پتہ چلا کہ یہاں پر اسلام کی اولوالعزم شخصیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفن ہے، یہ صحابی مدینہ منورہ سے تبلیغِ اسلام کے لئے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے، علَم اسلام ان کے ہاتھ میں تھا تو اسی نسبت کے حوالے سے علمبردار کے نامِ گرامی سے مشہور ہوگئے۔

احقر جس مزار پر بھی حاضر ہوا تو علم اور اشاعتِ اسلام کی نسبت اور حوالے سے قبلہ و کعبہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نظروں کے سامنے رہتے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھ جاتے، حضرت ابوبکر قفال رحمہ اللہ مصنف کتاب اصول الشاشی کا مزار ہو یا عم زاد رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے برادر محترم کا مرقد، مگر ان لحات کو احقر زندگی بھر نہیں بھلا سکتا جس وقت خرتنگ میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد مبارک پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے فاتحہ خوانی ہوئی۔اس وقت سمرقند، بخارا اور خرتنگ کے علمائے کرام اور دانشور حضرت شیخ الحدیث کی فاتحہ خوانی میں شریک تھے۔ احقر نے اپنے بیان میں مختصر الفاظ میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ آپ نے اپنی ساری عمر بخاری شریف کے درس و تدریس میں گذاری، حقیقت یہ ہے کہ آپ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر روحانی فرزند تھے۔اسی نسبت اور حوالے سے سمرقند، بخارا اور خرتنگ کے علماء کرام اور ہم سب نے آپ کی تعزیت حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کی، کیونکہ آپ کے جلیل القدر روحانی فرزند اور جانشین کی تعزیت اور کس سے کی جاتی؟

مرقد حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر سمرقند کے مفتی اعظم شیخ مصطفیٰ اور مسجد امام بخاری میں منعقدہ تقریب میں فاتحہ خوانی اور تعزیتی کلمات خرتنگ کی ممتاز ترین شخصیت شیخ عثمان خطیب و امام مسجد امام بخاری نے فرمائی۔ احقر کو یہ سعادت میسر رہی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سے سفر و حضر میں انتہائی قربت رہی ہے، آپ جب کبھی بھی حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام مبارک لیتے تو آپ کا سر اور نظریں ادب و احترام کی وجہ سے جھک جاتیں۔آپؒ بخاری کا نام انتہائی ادب و احترام کے ساتھ لیتے۔اس سے اندازہ ہوتا کہ آپ کو کتنی محبت اور عقیدت اور تعلق خاطر تھا۔حضرت امام بخاری سے اسی نسبت سے احقر نے اہلیانِ خرتنگ کی طرف سے دئے گئے ظہرانے کے بعد پھر مرقد امام بخاری پر حاضر ہوا اور حضرت امام سے حضرتِ شیخ کی تعزیت کر کے سمرقند کے لئے رخصت ہوں۔

اسی طرح اس سفر میں تمام مراکز اسلام اور مزاراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور بزرگانِ دین پر حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے لئے فاتحہ خوانی ہوئی۔حضرت الحدیث رحمۃ اللہ علیہ پر احقر نے چند سطور یادداشتیں اور مشاہدات کے عنوان سے لکھی ہیں جو ان شاء اللہ عنقریب قومی اخبارات میں چھپ جائیں گی۔

امید ہے کہ آپ کے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔طویل سمع خراشی پر معافی کا خواستگار ہوں۔

والسلام: اشرف علی قریشی خادم جامعہ اشرفیہ پشاور

شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی

امیر المؤمنین فی الحدیث شیخ الحدیث
مولانا عبدالحقؒ بارگاہِ رسالت میں احترامِ اسمِ محمدؐ کی برکتیں

امیر المؤمنین فی الحدیث شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ قافلۂ عشق و شوق اور کاروانِ جذب و ذوق کے ایک ہمراہی بلکہ میر کاروان تھے جو اہل دنیا سے روٹھ کر کیا گئے، قرارِ دل وجان لوٹ کر لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی خوبیاں دے رکھی تھیں کہ ایک ہی خوبی یعنی عشقِ رسولؐ ہی انہیں زندہ جاوید رکھنے کے لئے کافی تھی۔ وہ شیخ الحدیث تھے، امیر المؤمنین فی الحدیث تھے، مجاہد اور مجاہدین کے استاذ تھے، سب سے بڑی بات سراپا پیکرِ عشق رسول تھے۔ بستانِ علم حدیث کے بلبل خوش نوا تھے۔ اپنے زمانہ طالب علمی اور زمانہ تدریس میں سالہا سال ان کے پہلو میں نماز پڑھنے کی سعادت حاصل رہی، جب اقامت پڑھی جاتی اور اقامت میں اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ پڑھا جاتا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ مبارک کی سماعت کی سعادت حاصل ہوتی بے اختیار حضرت الشیخ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے والہانہ عشق و محبت کا یہ عالم ہوجاتا تھا کہ پیارے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے ہی ادباً قدرے جھک جاتے، صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے اور یہ ادا اس قدر والہانہ اور عاشقانہ ہوتی گویا (بغیر تمثیل وتشبیہ کے) محبوب کو دونوں بانہوں میں لے لیا ہے اور زبان سے بے اختیار پشتو کے یہ کلمات جاری ہوجاتے۔ ''قربان دِشم قربان دِ شم، قربان دِشم''۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ نچھاور ہوجاؤں)

میرا عموماً حضرت کے کاندھے سے کاندھا قریب ہوتا بہت قریب سے مشاہدہ ہوتا کہ جس طرح لوہا بھٹی میں جا کر پگھل جاتا ہے۔ اسی طرح امیر المؤمنین فی الحدیث مولانا عبدالحقؒ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے ہوئے یا آپ کی حدیث بیان کرتے ہوئے یا آپ کا نام لیتے ہوئے پانی میں بتاشے کی طرح گھل جاتے تھے، میں نے جو منظر دیکھا اور اسے بیان کرنا چاہا تو ماہی بے آب کا محاورہ سمجھ میں آتا تھا مرغِ بسمل کیا تڑپتا ہوگا۔

کبھی کبھار تو ایک حدیث کا مختصر اقتباس ہی ان کی تقریر کا محور بن جاتا اور پھر سماں بندھ جاتا ایک مرتبہ پنجاب سے آئے ہوئے ایک بزرگ عالمِ دین مہمان مولانا منظور احمد چنیوٹی نے حضرتؒ کے درسِ حدیث میں شرکت کی۔حضرتؒ نے دورانِ درس حدیث کا اقتباس لیا اور پھر اسی کے ہوکر رہ گئے، بار بار دُہراتے رہے، لطف اندوز ہوتے رہے۔حدیث کا یہ اقتباس اس کرب' اس درد' اس ادا' اس سوز، اس انداز، اس لہجے، اس والہانہ شان اور عاشقانہ آن اور بے خودی سے پڑھتے رہے کہ سامعین دل تھام کر سسکیاں لینے لگے، میرے ساتھ بیٹھے ہوئے مہمان پر اثر ہوا، تو بے خودی میں یہ شعر گنگنانے لگا ......

رندوں کے میخانے میں ہر رسم عبادت ہوتی ہے
دلبر کو بٹھا کر پیش نظر چہرے کی تلاوت ہوتی ہے

اس موقع پر مجھے برصغیر پاک و ہند کے ہفت زبان شاعر، قبلۂ صحافت کے حاتم طائی، میدانِ خطابت کے شہسوار، لشکرِ زبان و ادب کے کمانداراور اقلیم سخن کے تاجدار مولانا ظفر علی خانؒ یاد آگئے، جنہوں نے عشاء کے بعد صبح تک امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا عشق رسول پر خطاب سنا جب صبح کی اذان پر تقریر ختم ہوئی تو بے اختیار ان کی تقریر سن کر برجستہ کہہ اُٹھے ......

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہے ریاضِ رسولؐ میں

میں اُن سے مستعار لیتے ہوے اسے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے جمالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے کے وقت کے منظر کی نذر کر رہا ہوں ع بلبل چہک رہا ہے ریاضِ رسولؐ میں

مولانا رومؒ مثنوی میں لکھتے ہیں کہ ایک مردِ بزرگ شاندار فانوس لے کوچہ و بازار گھومتے اور صدا دیتے کہ کوئی مجھ سے یہ قیمتی فانوس لے لے اور مجھے پرانا مٹی کا چراغ دے دے کہ اس فانوس سے دِن کے اُجالے میں راستہ بھائی نہیں دیتا جبکہ پرانے چراغ سے رات کے گھپ اندھیرے میں منزل صاف دکھائی دیتی ہے، میرے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ فرمایا کرتے کہ آج ہر کوئی یہ چاہتا ہے کہ وہ شعلہ نوا ہو، جبکہ ضرورت ہے کہ کوئی خوش نظر، خوش نفس اور خوش ادا ہو۔

میرے حضرتؒ کا خاص امتیاز یہ تھا جو ان سے پہلی دفعہ بھی ملتا وہ انہیں اپنا آشنا پاتا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا، حدیث پڑھانے دارالحدیث میں داخل ہوتے، تو ادب واحترام اور عجز و

نیاز سے دوہرے ہوکر جارہے ہوتے، آنکھیں شرم و حیاء سے جھکی ہوئیں، لب دلآویز مسکراہٹ سے مزین اور دورانِ درسِ حدیث لہجہ ریشم سے بڑھ کر نرم ہوتا، چلتے تو گردن جھکا کر اور محفل میں بیٹھتے تو سمٹ سمٹا کر اور اسی طرح آپ سیرت پر بیان کر رہے ہوں یا حدیث پاک کا درس دے رہے ہوں، جمالِ محمد کا تذکرہ ہو یا سیرتِ نبوی کا کوئی عنوان ہو، کلام میں پختگی، طرزِ گفتگو میں کمالِ ادب، شائستگی اور بیان میں وارفتگی ہوتی، موضوع جداگانہ، اسلوب عاشقانہ اور طرزِ ادا والہانہ ہوتا، آپ بھی جان جایئے کہ یہ میرے شیخ محدثِ جلیل امیر المؤمنین فی الحدیث' شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کا عالمانہ' فاضلانہ' عارفانہ' عاشقانہ اور والہانہ قلمی خاکہ ہے، اسی طرح سیرت پر بیان ہوتا عشقِ رسول واطاعتِ محبوبؐ پر بہت سوں نے بہت کچھ لکھا کہا، سنا، سنایا مگر میرے شیخ کا انداز منفرد رہا۔ جس طرح بندے پر خود نزول کتاب کی کیفیت وارد نہ ہو، رازی اور زمخشری اس کے لئے رہنما اور کبیر وکشاف گرہ کشا نہیں ہوسکتے، اسی طرح جب تک عشق رسول اور اطاعت ومحبت کسی پر واردات بن کر طاری نہ ہو، وہ کیف پیدا نہیں ہوتا جو شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے درسِ حدیث میں محسوس ہوتا تھا یہ عظمتیں اور رفعتیں نسبت کے استحکام پر منحصر ہوتی ہیں ......

نسبت جو مجھے ہے تیرے کوچے کی زمیں سے
میں دفن کہیں ہوں مگر اُٹھوں گا وہیں سے

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی عظمتِ شان' رفعتِ مقام اور بلند علمی منصب اپنی جگہ مسلّم، میں اس وقت جو عرض کرنا چاہتا ہوں اور میرے دل کو جو بات کھینچتی ہے وہ دینی و علمی اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبتوں کے حوالے سے عصر حاضر کا گہرا شعور، اُمت کے لئے جذبات، دردمندی و دلسوزی اور اُمت کے مسائل ومصائب کو سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پورے سلیقہ، عجز اور قرینۂ نیاز اور والہانہ انداز سے پیش کرنے کا ایک خاص اسلوب ان کی ہر ادا و دُعا میں نمایاں ہے۔

رہی عمر بھر جو انیس جاں وہ بس آرزوئے نبیؐ رہی
کبھی اشک بن کر رواں ہوئی کبھی درد بن کے دبی رہی

میرے حضرتؒ نے ایک روز خدام کے کسی سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا: عزیزو! میرے پاس کیا ہے؟ کونسی عبادت؟ کونسا تقویٰ؟ کونسی ریاضت؟ کونسا مجاہدہ؟ کونسی تدریس؟ کونسا عمل؟ جو کچھ بھی ہے بس نقل ہی نقل ہے، جب ربّ پوچھے گا تو اصل کہاں سے لاؤں گا، ہاں! ہاں! میرا تو فقط ایک ہی سہارا ہے ایک ہی نسبت ہے وہی ڈھارس ہے، ایک دامن ہے وہی سایۂ رحمت

ہے، ایک نظر عنایت ہے جو دونوں جہاں کا سرمایہ ہے وہ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے دنیا میں اللہ نے انہی کی نسبتوں سے لاج رکھ لی ہے، آخرت میں وہی ایک نسبت ہی کام آئیگی ......

میری بندگی جو کشاکش زندگی میں بسر ہوئی تو کہا یہ عشق نے ادھر تو آ، تیری زندگی سنوار دوں

حضرتؒ کی آواز بھرا گئی، آنکھیں چھلک پڑیں، حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی ؒ بھی شریک محفل تھے، میرے کان میں گنگنانے لگے: حقانی صاحب! ادب دیکھو، عشق دیکھو اور نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں اور احترام دیکھو......

اے زائر دیارِ نبی جائے ادب ہے آئے نہ تیرے دل کے دھڑ کنے کی صدا بھی

حضرتؒ کے سکوت، اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام، دامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت پر افتخار واعتماد کا عجیب منظر تھا، سراپا خاموشی سکوت، ایک عاشقانہ اسلوب کا نرالہ انداز دیکھ دیکھ کر ہم لوگ محوِ حیرت تھے ہم سب سمجھ رہے تھے کہ ہمارے حضرتؒ کے پاس جس قدر ذخیرۂ علم تھا، وسعتِ معالعہ تھی، قوتِ گویائی تھی، طلاقت لسانی تھی، سلیقۂ اظہار تھا، شکوہ الفاظ تھے، اندازِ بیان تھا، رعنائی خیال تھی، پاکیزگی فکر تھی، پختگی فن تھی، سرمایۂ لغت تھا، نزاکتِ احساس تھی اور قدرتِ کلام تھی سب کچھ ہضم کر کے عالمِ تخیل اور دنیائے تصور میں انہوں نے بارگاہِ حسن ازلؐ میں نذر کر دیا۔ حضرتؒ کی ساری زندگی کی تمام توانائیاں نچڑ گئیں تاایں دم، سکوت اور خاموشی اور تخیل وتصور میں باطنی کیفیت یہ ہے کہ ...... ع تیرے اوصاف کا اِک باب بھی پورا نہ ہوا

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فاضل، سابق سینیٹر مولانا قاری محمد عبداللہ بنوی نے کچھ عرض کیا تو حضرتؒ نے بڑی دھیمی آواز سے، پست لہجے اور ادب سے معمور کیفیات سے فرمایا: میرا یہ اذعان اور ایمان و یقین ہے کہ ہم کچھ نہ تھے کچھ بھی نہیں ہیں نہ کچھ بن سکتے ہیں، اگر نسبتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت اور دولت میسر نہ آتی تو دامن تو سراپا خالی تھا۔

میرے دل میں یہ بات ثبت ہوگیا اور دل ہی دل میں کہنے لگا: اللہ پاک نے ہم پر بھی احسان فرمایا۔ حضرت الشیخ کی صحبت اور ان کے مجالس میں حاضری سے مالا مال کردیا، مانا کہ باغ بہشت کی روشیں نگاہِ فریب، فوارے دلنواز، پھول دلکش، نہریں شیریں اور مصفا، جام ہائے اکل وشرب زریں وسیمین، تکیے مخملین اور محلات مرمرین ہیں مگر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبتوں کے باغات کی رعنائی وزیبائی، حسن و دلکشی، دلآویزی وپاکیزگی، کشش اور ناز کی کسی بھی

فردوسِ بریں کے نظارے سے کم نہیں۔ کراچی کے ایک بزرگ مہمان نے اس موقع پر عرض کیا......

پوچھتے ہو کہ وہ آقاؐ ہمیں کیا دیتے ہیں　　کیا یہ کم ہے کہ وہ بندوں کو خدا دیتے ہیں

مزید کہا: دونوں جہاں کی نعمتیں قدموں میں آئیں گی　　آ جاؤ بارگاہِ رسالت مآب میں

حضور سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عالمِ انسانی پر بہت ہی گراں بار اور بے شمار احسانات ہیں جن سے ہر گردن جھکی ہوئی ہے لیکن انسانیت پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے وہ لوگ تیار کیے جو صداقتِ فکر وعمل، عفت وپاکبازی، صبر واستقامت، اخلاص وایثار، سادگی وقناعت اور حق گوئی وجان فروشی کے جیتے جاگتے نمونے اور روشنی دیتے چراغ بن گئے اب پردۂ خاک سے ایسے انسانوں کے نکلنے کے لئے فلک کو برسوں نہیں، صدیوں گردش کرنی پڑے گی۔ جماعت صحابہؓ میں سے ہر ایک کا وجود حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چلتا پھرتا معجزہ تھا، میری متاعِ جان وایمان قربان ہو نگاہِ نبوت پر، جب ذرّہ اس کے سامنے آیا تو صحراء بن گیا، کسی قطرے پر نظر پڑی تو اسے دریا کردیا تنکا اس کے فیض سے کوہِ گراں اور مٹی کا روڑا لعلِ بدخشاں ہوگیا، بہت سے لوگ ان کی نگاہ کے طفیل مسیحا اور بھٹکا ہوا انسان اسی کے تصدق رہنما بن گیا۔ صحابہ کرامؓ اور ان کا مقام، بڑی نسبتیں اور عظیم تر رفعتیں ہیں ان کی عظمتِ شان کی شہادت میں قرآن نازل ہوا، مگر حضرت الشیخ فرمایا کرتے تھے: پندرہویں صدی کے مسلمان بھی شفیق الامۃ اور نبی الرحمۃ کی عنایات' تو جہات سے حصہ وافر پائیں گے۔ ابونعیم وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ''بنی اسرائیل کا ایک شخص تھا جس نے سو سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی (اور گناہ کرتا رہا) اس کے بعد جب وہ مرگیا تو لوگوں نے اس کی لاش کو اُٹھا کر (اس سے نفرت کی وجہ سے) کوڑے کے ڈھیر پر ڈال دیا۔ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اس شخص کو وہاں سے نکالو اور اسکی نماز (جنازہ) پڑھو۔'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ''اے پروردگار! بنی اسرائیل نے اس شخص کو دیکھا ہے کہ اس نے سو برس تک تیری نافرمانی کی ہے، مگر اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ ہاں! وہ ایسا ہی تھا مگر اس کی ایک عادت تھی کہ وہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب تورات کھولتا تھا اور اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اس کی نظر پڑتی تھی تو وہ اس کو چومتا تھا اور آنکھوں سے لگایا کرتا تھا۔ میں نے اس کی اس ادا کو قبول کرلیا اور اس کے گناہ معاف کر کے ستر (۷۰) حوروں کے ساتھ اس کو بیاہ دیا''۔ (حلیۃ الاولیاء) (سیرتِ حلبیہ اردو ج:۱، ص:۲۷۰)

بیرسٹر ظفر اللہ خان
سابق وفاقی وزیر قانون

فلسفہ اجتہاد

ساحل افتادہ گفت گرچہ بے زیستم — ہیچ نہ معلوم شدہ آہ کہ من چیستم
موج ز خود رفتہ، ئی تیز خرامید و گفت — ہستم اگر میروم، گر نروم نیستم

1972 میں جب میں چھٹی جماعت میں تھا۔میرے ایک محترم استاد کلاس میں با آواز بلند حضرت اقبال کی یہ نظم پڑھ کر ہمیں سنایا کرتے تھے:

چاند اور تارے

ڈرتے ڈرتے دم سحر سے — تارے کہنے لگے قمر سے
نظارے رہے وہی فلک پر — ہم تھک بھی گئے چمک چمک کر
کام اپنا ہے صبح و شام چلنا — چلنا، چلنا، مدام چلنا
بے تاب ہے اس جہاں کی ہر شے — کہتے ہیں جسے سکوں، نہیں ہے
رہتے ہیں ستم کشِ سفر سب — تارے، انساں، شجر، حجر سب
ہو گا کبھی ختم یہ سفر کیا — منزل کبھی آئے گی نظر کیا
کہنے لگا چاند، ہم نشینو — اے مزرعِ شب کے خوشہ چینو !
جنبش سے ہے زندگی جہاں کی — یہ رسم قدیم ہے یہاں کی
ہے دوڑتا اشہبِ زمانہ — کھا کھا کے طلب کا تازیانہ
اس رہ میں مقام بے محل ہے — پوشیدہ قرار میں اجل ہے
چلنے والے نکل گئے ہیں — جو ٹھہرے ذرا، کچل گئے ہیں
انجام ہے اس خرام کا حسن — آغاز ہے عشق، انتہا حسن

(بانگ درا از محمد اقبال)

میرا ناپختہ ذہن اس خوبصورت نظم کے پر شکوہ معنوں کو نہ سمجھ سکا۔ پھر بھی میں نے اس کے

غنائی ابیات اور ہم وزن مصرعوں کو زبانی یاد کرلیا۔ جوں جوں میرا شعور ترقی کرتا رہا۔ان کے معنی اور اہمیت میری روح کو سیراب کرتی رہی۔ میرے استاد کی رعب دار تحریک انگیز آواز میرے ذہن میں گونجتی رہی۔

کائنات متغیر ہے

جب میں نے ایک مدرسے میں فلسفہ اور منطق کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی تو پہلی کتاب جو ہم نے پڑھی ایساغوجی فی منطق تھی۔اس کتاب کے فلسفیانہ مفروضوں میں سے ایک یہ ہے کہ کائنات ہمیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ایساغوجی فی منطق، ہرقلیطس کے نقش قدم پر چل رہا تھا۔جس نے بجا طور پر کہا تھا کہ ہر چیز متغیر ہوتی ہے،کوئی چیز ساکن نہیں رہتی۔کوئی شخص ایک ہی دریا میں دو مرتبہ قدم نہیں رکھ سکتا۔ میرے نو خیز اور اثر پذیر ذہن نے کتاب کے نام کو کسی حد تک مزاحیہ پایا تاہم اس نے مجھے کائنات پر سنجیدگی سے غور کرنے پر آمادہ کردیا جو ہمیشہ متغیر ہوتی اور وسیع سے وسیع ہوتی چلی جارہی ہے۔ میں زندگی بھر حرکت اور تبدیلی) تغیر (کے ہمہ گیر تصورات کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کرتا آرہا ہوں۔تاہم جب میں ان تصورات کو سمجھنا شروع کرتا ہوں تو وہ پہلے ہی تبدیل ہو چکے ہوتے ہیں۔صاحب شعور انسان بننے کے چالیس سال بعد اور زندگی کے عملی تجربات حاصل ہونے پر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تبدیلی کائنات کا جوہر حقیقی ہے اور ہم سب کو اس سے ہم قدم ہو کر چلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

(ستارہ: بانگ درا از محمد اقبال)

تغیر وتبدل ایک سبق

قرآن تغیر پیہم کے اس اصول کی توثیق کرتا ہے۔كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ (الرحمن:۲۹) "ہر آن وہ نئی شان میں ہے" اس کارگاہ عالم میں اللہ تعالیٰ کی کارفرمائی کا ایک لا متناہی سلسلہ جاری ہے، وہ بے حد و حساب نئی سے نئی وضع اور شکل اوصاف پیدا کر رہا ہے۔اس کی دنیا کبھی ایک حال پر نہیں رہتی۔ ہر لمحہ اس کے حالات بدلتے رہتے ہیں اور اس کا خالق ہر بار اسے ایک نئی صورت سے ترتیب دیتا ہے جو پچھلی تمام صورتوں سے مختلف ہوتی ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ

الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (النور: ۳۷) رات اور دن کا الٹ پھیر وہی کر رہا ہے۔اس میں ایک سبق ہے آنکھوں والوں کے لیے۔

یہ آیات اس بدیہی (manifest) صداقت کی طرف واضح طور پر اشارہ کرتی ہیں کہ کائنات میں بنیادی اصول حرکت ہے، جمود (innertia) نہیں۔ یہاں مسلسل آگے کی طرف بڑھتی ہوئی ایک حرکت اور ایک مستقل تخلیقی بہاو ہے، نہ کوئی ٹھہراو ہے اور نہ رکاوٹ ہمیشہ ایک پیش قدمی ہے، ہرلمحہ نیا ہے اور ہرلمحہ ایک نئی دنیا سامنے لاتا ہے۔ کائنات متحرک ہے اور مستقلا حرکت میں رہتی ہے۔اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں اور ماضی، حال اور مستقبل کی کوئی واضح وصحیح تقسیم نہیں۔ جدید سائنس اس حقیقت کی دریافتوں کے ساتھ شہادت دیتی ہے کہ مادہ (matter) مستقل وجود نہیں رکھتا بلکہ ہمیشہ سیال حالت میں رہتا ہے۔

فہم وبصیرت سے محروم

لیکن کائنات کی تبدیل ہوتی ہوئی حالت کے بارے میں ہمارے علم کی بنیاد اللہ تعالی کی طرف سے فراہم کی گئی ہے جس میں ہمیں ہدایت دی گئی ہے کہ صرف تغیر مستقل ہے۔ خالق حقیقی ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ صرف اہل بصیرت حالتِ تغیر کو سمجھ سکیں گے بہ الفاظ دیگر نادان مستقل رہتے ہیں اور حالتِ موجود میں خوش وخرم رہتے ہیں اور وہ مستقلا تبدیل ہوتے ہوئے زمانے اور ہمیشہ برپا رہتی ہوئی تبدیلیوں کا ساتھ نہیں دیتے۔ وہ یقیناً فہم وبصیرت سے محروم ہیں۔

اس فہم کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں حالتِ تغیر کو قبول کرنا ہوگا۔ ہرتغیر ایک لمحہ پہلے مستقل (constant) تھا۔ تسلسل، تغیر کے لیے اتنی ہی ضروری ہے جتنا کہ حال (present) کے لیے ماضی (past) ضروری ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فطرت میں تغیر اور تسلسل ،استقلال (استحکام) پہلو بہ پہلو موجود ہوتے ہیں۔ یہ ایک دائمی قانون ہے جو بتاتا ہے کہ پائیداری اور تغیر کو لازما ساتھ ساتھ رہنا ہے۔صرف حالتِ استحکام (stability) میں موجود رہنے کا مطلب جامد (static) رہنے اور ملیامیٹ ہو جانے کی طرف میلان کا مظہر ہے۔اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ناعاقبت اندیشی سے تبدیلی کر دینا دروازے کے قبضے اکھاڑ دینے کے مترادف ہے۔ اگر کوئی آدمی استحکام کے ساتھ زنجیر سے بندھا رہے اور مسلسل ہونے والی تبدیلیوں کا ساتھ نہ دے تو وہ ماضی کی یادگار بن جائے گا، یا زیادہ بہتر الفاظ استعمال کیئے جائیں تو وہ ایک پتھرایا ہوا ڈھانچہ (fossil) کہلا سکے گا۔ اگر وہ صرف تبدیلی کے ہی ساتھ رہے تو وہ ماضی کے استحکام کیساتھ اپنے نفع بخش روابط منقطع کر بیٹھے گا۔شواہد کے اس مجموعے سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ

تسلسل اورتغیر کائنات کے دو مطلق حقائق ہیں اور ان کا مسلسل باہمی انحصار انسانی زندگی کے توازن کی ضمانت ہے۔

تجربات کی تقطیر

اس تغیر کا انسانی اور اخلاقی، سیاق و سباق میں ایک خاص مقصد اور خصوصی مطلب ہے: وہ ہے انسانی تجربات کی تقطیر کرنا۔فطرت، اس طریق عمل کے ذریعے بنی نوع انسان کو آزمائش میں ڈالتی ہے اور مفید کو غیر مفید سے چھانٹ کر الگ کر دیتی ہے۔قرآن مجید اس نقطے کو یوں واضح کرتا ہے: وَ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ (آل عمران، ۱۴۰)
ہم دنوں کو لوگوں کے درمیان پھیرتے رہتے ہیں تا کہ ہم چھانٹ سکیں کہ اللہ تعالی کی قدرت و نظام کو کون سمجھتا ہے اور کون اس کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے

یہ آیت اس بات کو کافی حد تک واضح کر دیتی ہے کہ جو لوگ تبدیلی کا ساتھ دیتے ہیں وہ بقا پائیں گے۔حضرت اقبال نے حرکت کے اس تصور کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ شخصیت کا ایک تسلسل ہے جس کے لیے خودی کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔

لافانی بنانے کی صلاحیتیں

شخصیت ایک کیفیت اضطراب ہے اور یہ صرف اسی صورت میں جاری رہ سکتی ہے کہ یہ حالت قائم رہے۔اگر کیفیت اضطراب برقرار نہ رہے تو سکون آنا شروع ہو جائے گا۔حالت اضطراب انسان کی انتہائی بیش قیمت کامیابی ہے اس لیے اسے اس امر کا اہتمام کرنا چاہیے کہ یہ حالت سکون کی طرف واپس نہ لوٹ جائے۔وہ چیز جو کیفیت اضطراب کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں رہتی ہے وہ ہمیں لافانی بنانے کی صلاحیت رکھتی ہے، اس طرح اگر ہمارے مشاغل کا رخ اضطراب برقرار رکھنے کی طرف ہے تو موت کا صدمہ اس کو متاثر نہیں کرے گا۔(تعارفی نوٹ، اسرار خودی از محمد اقبال)

ساحلِ افتادہ گفت گرچہ بے زیستم   ہیچ نہ معلوم شدہ آہ کہ من چیستم
موج زخود رفتہ، ئی تیز خرامید و گفت   ہستم اگر میروم، گر نروم نیستم

''شکستہ ساحل نے کہا اگرچہ میری زندگی کے دن بیت چکے، آہ میں سمجھ نہیں سکا کہ میں کون ہوں، آپے سے باہر ہوتی موج نے پاس سے گزرتے ہوئے کہا، میں اس وقت تک ہوں جب تک چلتی رہوں، اگر نہ چلی تو مر جاوں گی'' (زندگی و عمل: پیام مشرق از محمد اقبال)

تسلسل کے ساتھ ہونے والا یہ تغیر ہم سے توجہ کا مطالبہ کرتا ہے

عظیم مسلم فلسفی اور سائنسدان ابن مسکویہ نے کہا ہے کہ کائنات میں انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر جہد للبقا (بقا کی کوشش) جاری ہے، جس میں صرف اعلیٰ صلاحیتوں والی انواع بقا پا سکتی ہیں، یہی وہ اصول ہیں جو چارلس ڈارون نے جہد للبقا اور بقائے اصلح کے عنوانات سے لکھے ہیں۔ ہم بطور مسلمان ان حیاتیاتی اصولوں کی تعبیرات سے پوری طرح اتفاق نہیں کرتے، بہرحال ہم ان اصولوں کے انسانی اور اخلاقی سطحوں پر عملی اطلاقات کا ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں جو لوگ روحانی اور مادی طور پر ترقی کی منازل طے نہیں کرتے صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے ہیں۔

بنی نوع انسان اور انبیاعلیہم السلام کی تاریخ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے اس حقیقت کی ایک قابل اعتماد گواہی ہے کہ بنی نوع انسان کا ارتقا اور اس کی بقا جہدِ مسلسل اور بلند اخلاقی اقدار کا علم بلند رکھنے میں مضمر ہیں۔ قرآن مجید اس کی یوں تاکید کرتا ہے: كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ (الرعد:۱۷)

اللہ تعالیٰ حق و باطل کے معاملے کو واضح کرتا ہے جو جھاگ ہے وہ اڑ جاتا ہے اور جو چیز انسانوں کے لیے نفع دینے والی ہے وہ زمین میں قائم رہتی ہے۔

کیا خوبصورت اصول بیان کیا گیا ہے۔ بے کار جھاگ اور غیر مفید چیزیں غائب ہو جاتی ہیں۔ اگر ایک شخص جھاگ جیسا ہے یا اس جیسا ہو جاتا ہے وہ مٹا دیا جاتا ہے۔ اگر وہ بنی نوع انسان کے لیے فائدہ مند ہے وہ دوام حاصل کر لیتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی نسل، قوم یا مذہب انسانیت کے لیے بے فائدہ ہو جاتا ہے، اسے صفحاتِ تاریخ سے مٹا دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی قوم، نسل یا مذہب انسانیت کے لیے نفع بخش ہے، وہ اس وقت تک برقرار رہتا ہے جب تک اپنے اندر افادیت رکھتا ہے۔ حافظ شیرازی بالکل بجا کہتے ہیں:

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ باعشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

جس کا دل عشق سے زندہ ہو جائے وہ کبھی بھی نہیں مرتا، ہم انسانیت کے عشق میں مبتلا ہیں، لہذا دنیا کے نقشہ پر ہمیشہ رہیں گے، (غزلیات از حافظ)

ترقی کرنے کی اہلیت وصلاحیت

انسان کے اندر زندہ رہنے کی صلاحیت، ترقی کرنے اور بقا پانے کی اہلیت اور مقامِ عظمت

حاصل کرنے کی استعدادان اوصاف اور اعمال کے ذریعے نشو ونما پاتی ہیں جن کی تفصیل اللہ تعالی نے بتائی ہے۔ مثلاً علم، عبادت، صداقت، دیانت، محبت، انسان کی خدمت، انصاف، گناہ سے نفرت اور دیگر خصوصیات جو اللہ تعالی نے انسانیت کو ودیعت کی ہیں، انہیں فروغ دینے کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔ ان خصوصیات کے برعکس بھی کچھ خصوصیات ہیں جن کو اللہ تعالی سخت نا پسند کرتا ہے۔ سچائی ایک قوت ہے اور جھوٹ کمزوری ہے۔ انصاف ایک قوتِ کار ہے اور بے انصافی ایک ضعف ہے۔ صرف ایسے لوگ بقا پاتے ہیں جو نیک اعمال کے ذریعے اپنے اندر قوت اور صلاحیتِ زیست پیدا کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالی سور الانبیا، آیت: میں ارشاد فرماتا ہے: وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ (الانبیاء: ۱۰۵) ''ہم نے زبور میں (اچھائی اور برائی کے) ذکر کے بعد یہ بات لکھ دی تھی کہ زمین کے وارث وہی لوگ ہوں گے جو اچھے اعمال (قوت والے اعمال کریں گے''

انیسویں صدی کا جرمن فلسفی نطشے اس تصور کو یوں بیان کرتا ہے: جو چیز بھی زندگی کو بڑھاتی اور اس میں بہتری لاتی ہے، مفید ہے، باقی چیزیں بالکل ردی ہیں اور انسانی تاریخ کے کوڑے دان میں پھینک دینے کے قابل ہیں۔ بنی نوع انسان کے لیے بیکار چیزوں کو ضائع کر دیئے جانے پر انسانی تاریخ میں کوئی نوحہ نہیں ہے۔

موت کا گھنٹہ ضرور بجے گا

متذکرہ بالا روایات، مذہبی اور دنیاوی، دونوں سے یہ بات کافی حد تک واضح ہو جاتی ہے کہ صرف وہ لوگ اور مذاہب باقی رہ جاتے ہیں جو بنی نوع انسان کے لیے فائدہ مند ہوں، جن میں زندہ رہنے کی صلاحیت ہو۔ علمی معیار رکھتے ہوں۔ سچائی کے حامل ہوں۔ بنی نوع انسان کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہوں اور عدل گستری کرتے ہوں۔ ظلم، جھوٹ اور انسان سے نفرت پر استوار قوموں اور مذاہب کا تاریخ صفایا کر دیتی ہے۔ لوگوں کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ ان کی اخلاقی اور جسمانی کمزوریاں انہیں نیست و نابود نہیں کریں گی۔ انہیں یقینی طور پر معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے لیے موت کا گھنٹہ ضرور بجے گا:

And therefore never send to know for whom the bell tolls;

It tolls for thee. (John Donne, Meditation XVII

کسی کو یہ جاننے کے لیے باہر مت بھیجو کہ گھنٹہ کس کے لیے بج رہا ہے،یہ تمہارے لیے بج رہا ہے جناب.....تغیر کے ساتھ چلنے والے معاشرے اس گروہ،نسل یا قوم کولازماً پیچھے چھوڑ دیتے ہیں جس کا قدم آہستہ اٹھتا ہے۔انگریز رومانوی شاعر کیٹس نے لکھا ہے:

So on our heals a fresh perfection treads,...A power strong in beauty, born of us

And fated to excel us, as we pass... In glory that old darkness. (Hyperion: A fragment book II(

پس پیچھے پیچھے ہمارے کامل تازہ صاحبان کمال آرہے ہیں،یہ ایک قوت ہیں،حسین بھی ہیں جو ہم سے ہی پیدا ہوئے،مقدر ان کا ہے کہ وہ ہم سے آگے نکل جائیں،اور ہم دیرینہ تاریکیوں میں شان سے گزرتے ہیں۔

اگر کوئی کمزور اور پیچھے مڑمڑ کر دیکھنے والی قوم کسی بحران سے دوچار ہے تو ترقی کی راہ پر گامزن اقوام ایک لحہ رک کر اظہار افسوس کر سکتی ہیں لیکن وہ پھر سے اپنی منزل مقصود کی طرف گامزن ہو جاتی ہیں۔ہم اس مادی دنیا میں یہی چیز دیکھ رہے ہیں۔جب کسی گاڑی کو حادثہ پیش آجاتا ہے تو پیچھے سے آنے والی گاڑیاں لحہ بھر کے لیے رکتی ہیں اور پھر اپنی منزل کی طرف سفر شروع کر دیتی ہیں۔

دانش کی دیوی کے الوکو اپنا سفر ہر حال میں پوہ پھٹنے سے پہلے شروع کر دینا ہوتا ہے۔حضرت اقبال نے اپنی نظم ٹیپو کی وصیت میں جو الفاظ کہے وہ اس تصور کی بڑی خوبصورتی سے عکاسی کرتے ہیں اور ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ ہم اس تبدیلی کا خوش دلی سے خیر مقدم کریں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے رکھی ہے۔

تو رہ نوردِ شوق ہے، منزل نہ کر قبول
لیلیٰ بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول
اے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تند و تیز
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول (ضرب کلیم)

(جاری ہے)

سفرنامہ ترکی
(قسط۲)

مولانا ڈاکٹر قاسم محمود
صدر مجلس علمائے کراچی و جامعہ اسلامیہ مخزن العلوم

دیارِ خلافت کا سفرِ شوق

جیسا کہ پچھلی گذارشات میں ہم یہ بتا چکے ہیں کہ اٹھائیس مارچ بروز اتوار دیارِ خلافت مرکزِ عقیدت اور سرزمین الفت و راحت ترکیہ کے سفر شوق کی مکمل ترتیب طے پا گئی تھی۔ طے یہ تھا کہ کراچی اور اسلام آباد سے تمام حضرات قائد مدارسِ دینیہ، ترجمان اہل حق حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری اور پیر طریقت حافظ محمد اقبال قریشی کی معیت میں روانہ ہوں گے۔ الحمدللہ ہمارے قافلے میں ملک کے مختلف شہروں سے ستر جید علما و مشائخ شامل ہیں اور سبھی ماشاءاللہ علم و تقوی میں ایک دوسرے پر فائق۔ طے پایا تھا کہ کراچی کے ساتھی حضرت مولانا عبدالحسیب اور مولانا عمیر صاحب کے ہاں جمع ہوں گے۔ پھر وہاں سے اکٹھے کراچی کے تمام حضرات ایئرپورٹ روانہ ہوں گے۔ قافلے کے منتظم اعلی حافظ اقبال صاحب جیسی شخصیت ہیں، ان کے ساتھ مولانا عبدالحسیب اور مولانا عمیر مینجمنٹ میں کوآرڈی نیٹ کر رہے ہیں اور ماشاءاللہ انتہائی حسن اخلاق اور حسن انتظام کا ہی ہمیں تجربہ اور مشاہدہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ میں نے منتظمین سے گزارش کی کہ مجھے مقررہ جگہ پر پہنچنے سے استثنا اور گھر سے براہ راست ہوائی اڈے پہنچنے کی رعایت دی جائے۔ مولانا عمیر صاحب نے نہایت خوش خلقی سے میری گزارش سنی اور یہ چھوٹ دے کر خوش کر دیا کہ آپ کو جیسے راحت اور آسانی معلوم ہو، بس وقت کی پابندی کے ساتھ کر لیجیے۔ اٹھائیس مارچ کے دوپہر ہم نے کچھ اعذار کی بنا پر یہ رعایت حاصل کی اور مطمئن ہو کر ضروری تیاریوں میں مگن ہو گئے۔

گھر پہ رات کا کھانا کھایا اور پون بارہ بجے کے قریب تیار ہو کر عزیزان حافظ عطا الرحمٰن، حافظ سعید الرحمٰن سلمہا الرحمٰن اور گن مین کی معیت میں کراچی کے جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ایئرپورٹ پہنچے تو حافظ قمر زمان بھی وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ کچھ دیر تبادلہ خیال اور عزیزان کو ضروری ہدایات دینے کے بعد الوداع کہا اور اللہ کا نام لے کر بیگ میں موجود ضروری مختصر سفری سامان کے ساتھ ایئرپورٹ کے departure lounge کی طرف بڑھ گئے۔ یہ اس سفر شوق کا پہلا قدم تھا۔ یہ قدم رکھتے ہی

ہم پس و پیش سے بے نیاز خیالات کی دنیا میں تمام ہمراہیوں کو بھی پیچھے چھوڑ کر اولو العزم بادشاہان اسلام اور اپنی تاریخ میں کبھی کسی غیر کی غلام نہ رہنے والی غیرت مند ترک قوم کی سرزمین پر پہنچ گئے۔ اب سفر کا شیڈول بھی بالائے طاق رہ گیا تھا۔ ہم تھے اور خیالات کا براق تھا کہ تاریخ اسلام کی عظیم رزم گاہوں میں مجاہدین اسلام کے گھوڑوں کے نقوش پا پر اڑتا ہی چلا جا رہا تھا۔ ہم سوچ رہے تھے کہ کہاں سے آغاز کیا جائے۔ بات تو بہت دور تلک جا رہی ہے۔ ایک زرین عہد ہے، عظمت رفتہ کی پوری ایک سنہری تاریخ ہے، جس کا نقطہ آغاز اللہ اللہ امام الانبیا کی زبان حق ترجمان کی بشارت سے جڑا ہوا ہے تو انتہا

چاک کردی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی اپنوں کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

سے عبارت ہے، یعنی ابتدا ہی جس کی بلند اور ارفع ترین ہے۔ اب اس بلندی سے سیر گاہ کی سحر نگری میں کھویا جائے یا پھر تربت ابوایوب سے آغاز کیا جائے؟ ہم حسین خیالات کے دوراہے پہ کھڑے سوچتے ہوئے میکانکی انداز میں سرشاری کے ساتھ آگے ہی آگے چلے جا رہے تھے کہ اچانک گیٹ پر دستاویزات پیش کرنے کا حکم سن کر رنگین خیالات کی دنیا سے باہر آ گئے اور ہماری وہ کیفیت ہوگئی جیسے کوئی اچانک حسین خواب سے کسمسا کر بیدار ہوا ہو یا پھر تیز روشنیوں کی چکا چوند سے اچانک آنکھیں چار ہو کر چندھیا جائیں۔ خیالات کی دنیا سے باہر آتے ہی احساس ہوا ہم کراچی ایئرپورٹ پر دیار خلافت کے سفر شوق کا پہلا قدم رکھ چکے ہیں۔

جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے ڈیپارچر لاونج میں اِن ہونے کے بعد اب چیک ان وغیرہ کے مراحل درپیش تھے۔ ایسے مواقع پر چونکہ رش ہجوم اور ازدحام ہوتا ہے اس لئے اکثر و بیشتر لوگوں کو دوطرفہ تلخ رویوں اور ناگوار طرز عمل کا تجربہ ہوتا ہے، میرے لاشعور میں بھی یہی خدشہ سرسرا رہا تھا، چنانچہ میں ذہن کو متوقع حالات سے نمٹنے کیلئے تیار کرتے ہوئے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھا، مگر مجھے خلاف توقع انتہائی شائستہ، مہذب اور شریفانہ برتاو کا سامنا کرنا پڑا۔ باڈی چیک کے لئے آگے بڑھا تو سیکورٹی پر مامور اہلکار نے بہت ہی خندہ پیشانی سے استقبال کیا۔ خوشگوار موڈ میں بڑے احترام سے پیش آیا اور یہ معلوم کرکے کہ میں ترکی جا رہا ہوں خصوصی دعا کی درخواست کرنے لگا، اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پاکستان کے مسلمان اپنے ترک بھائیوں اور دیار خلافت سے

کس قدر عقیدت و محبت کے جذبات رکھتے ہیں۔

باڈی چیکنگ کے بعد اپنا مختصر سا سامان اسکیننگ مشین میں ڈالا اور آگے بڑھ گیا، بائیں طرف ایک با اخلاق اور باریش اہلکار کھڑا کورونا کلیئرنس سرٹیفکیٹ چیک کر رہا تھا۔ بین الاقوامی سفر کیلئے کورونا کلیئرنس سرٹیفکیٹ لازمی ہے، اس کے بغیر کوئی بھی شخص ایئرپورٹ کے ڈیپارچر لاونج سے آگے نہیں جا سکتا۔ میں چونکہ گروپ کے ساتھ تھا اور ترتیب کے مطابق میں اپنا کورونا کلیئرنس سرٹیفکیٹ پہلے ہی گروپ انتظامیہ کے پاس جمع کروا چکا تھا اور اب میں گروپ کے ہمراہ آنے کے بجائے اکیلا گھر سے ڈائریکٹ ایئرپورٹ آیا تھا، اس لیے میرے پاس سرٹیفکیٹ موجود نہیں تھا۔ ایک لمحے کو میں ٹھٹکا گیا مگر پھر اگلے ہی لمحے اہلکار کو صورتحال سے آگاہ کیا اور کہا کہ سرٹیفکیٹ میرے پاس نہیں ہے، اہلکار کا رویہ ہمدردانہ اور تعاون کا تھا، اس نے بجائے اوریجنل سرٹیفکیٹ دکھانے پر اصرار کرنے کے مجھ سے بہت دھیمے لہجے میں پوچھا کہ کیا آپ کے پاس سرٹیفکیٹ کی کاپی ہے۔ میرے پاس کاپی بھی موجود نہ تھی۔عرض کیا کاپی بھی نہیں ہے، مگر میرے موبائل میں اس کی تصویر موجود ہے۔ اہلکار نے مسکراتے ہوئے کہا ٹھیک ہے، وہی دکھایئے۔ موبائل کی اسکرین پر اس نے سرٹیفکیٹ دیکھا اور بہت خوشی کا اظہار کیا اور گلے لگ کر میری اگلے مراحل کیلئے رہنمائی کی۔

میں ڈیپارچر لاونج میں آخری ضروری کارروائی بورڈنگ کارڈ کے حصول کی باقی تھی۔ میں سامان لے کر متعلقہ ایئر لائن کے کاونٹر کی طرف بڑھا۔ یہاں خاصا رش تھا اور گروپ سے علیحدہ ہونے کی بنا پر اس بات کا امکان تھا کہ مشکل پیش آئے، مگر یہاں بھی اللہ تعالیٰ کی خصوصی مہربانی اور مدد و نصرت کا مشاہدہ ہوا۔ معمولی رش کی وجہ سے تھوڑی دیر انتظار کھینچنا پڑا، مگر اس انتظار میں کوئی تکلیف کا شائبہ نہیں تھا۔ ایک تو دریارِ خلافت کے سفر کا شوق دل میں عجیب سے احساسات کی لو جلائے ہوئے تھا، جس کے ہوتے ہوئے کوئی مشکل درپیش ہوتی تو وہ مشکل ہی نہ رہتی، مگر یہاں الحمد للہ چند لمحوں کے انتظار کے سوا کوئی تکلیف اور کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی تھی۔ کاونٹر پر پہنچ کر سلام کیا تو سارا اسٹاف استقبال کیلئے اٹھ کھڑا ہوا اور انتہائی عقیدت و احترام سے پاسپورٹ مجھ سے لے کر اس قدر سرعت کے ساتھ بورڈنگ کارڈ بنا کر مجھے تھما دیا کہ مجھے ذرا بھی وہاں تاخیر یا کسی تردد و پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ بورڈنگ کارڈ تھماتے ہوئے انہوں نے بہت احترام سے کہا کہ حضرت آپ کو اختیار ہے، چاہیں تو سامان ہمارے حوالے کردیں، یا اپنے ساتھ ہی رکھیں۔ آپ کو جس میں بھی سہولت ہو، آپ وہ کر سکتے ہیں۔ سامان کچھ خاص تو تھا نہیں۔ کچھ ضروری سامان ہاتھ میں ہی تھا۔ وہ میں نے

ہاتھ میں رکھا اور باقی ان کے سپرد کیا اور مہربانی اور احترام کے مظاہرے پر ان کا شکریہ ادا کر کے آگے بڑھا۔ ساتھی میرا انتظار کر رہے تھے اور یہ سارا عمل دیکھ بھی رہے تھے۔ انہوں نے بورڈنگ عملے کے خوشگوار رویے اور بہترین برتاو اور سرعت سے معاملہ نمٹانے پر انتہائی حیرت کا اظہار کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے خود بھی انتہائی خوشگوار حیرت ہوئی اور احساس ہوا کہ الحمد للہ وطن عزیز میں سب کچھ غلط نہیں ہے، یہاں برائیاں اور کوتاہیاں ہیں تو اچھائیوں کی بھی کوئی کمی نہیں۔

اب امیگریشن کا مرحلہ درپیش تھا۔ امیگریشن کی ڈیوٹی ایف آئی اے کے پاس ہے۔ ایف آئی اے سے بھی عموماً لوگوں کو سختی کی شکایت ہوتی ہے، مگر مجھے یہاں بھی انتہائی خوشگوار اور عزت و احترام کے سلوک کا تجربہ ہوا۔ ایف آئی اے اہلکاروں نے بہت احترام سے مطلوبہ چیزیں دیکھیں اور یہ جان کر کہ میں ترکی جا رہا ہوں، اسی طرح اچھے جذبات کا اظہار کیا، جیسے چیک اِن پر سیکورٹی اہلکار نے کیا تھا۔ آگے کچھ فوجی جوان کھڑے تھے اور ہر گزرنے والے کو عقابی نگاہوں سے ایسے چیک کرتے تھے جیسے کھڑے کھڑے ہی سب کو اچھی طرح تولتے ہوں۔ میں آگے بڑھا تو سب نے احترام سے مجھے راستہ دیا اور ایک ایک کر کے گلے لگ گئے۔ تمام اہلکاروں نے انتہائی محبت اور عقیدت کا اظہار کیا اور وطن عزیز کیلئے نیک خواہشات اور دعاوں کی درخواست کے ساتھ میری اگلے مرحلے کی طرف بڑی شائستگی سے رہنمائی کی۔ یہاں سے آگے بڑھا تو ایک پختون نوجوان سامنے آیا اور سلام کے بعد ہمارے گروپ کے متعلق پوچھنے لگا کیا یہ تبلیغی جماعت کے حضرات ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ تبلیغی جماعت میں دس بارہ ہی ساتھی ہوتے ہیں، یہ تبلیغی جماعت کے ساتھی نہیں، علمائے کرام کا قافلہ ہے، جو ترکی کے دورے پر جا رہا ہے۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوا اور دونوں ملکوں کیلئے نیک جذبات کا اظہار اور دعاوں کی درخواست کرتے ہوئے مجھے اشارے سے سمجھایا کہ اب آپ یہاں سے اس طرح آگے چلے جائیے۔

ڈیپارچر لاونج میں تمام ضروری قانونی پراسس مکمل ہو چکا تھا۔ اس سارے پراسس میں کہیں بھی تکلیف، سختی یا نامناسب رویے کا سامنا نہیں کرنا پڑا، بلکہ اس کے برعکس ہر جگہ انتہائی نرمی، مہربانی، مستعدی، فرض شناسی اور تعاون و خیر خواہی کا ہی تجربہ ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے ایسا لگا جیسے وطن عزیز میں نہیں کسی اور ایسے ملک میں کھڑا ہوں، جہاں کی تہذیب اور شائستگی کی لوگ مثالیں دیتے ہوں۔ ایئرپورٹ عملے کے حسن اخلاق اور بہترین برتاو سے دل سے دعا نکلی۔ اللہ تعالی وطن عزیز کے تمام اداروں اور ہر شعبے میں ایسے ہی عوام کیساتھ بہترین انداز میں ڈیل کرنے کا ماحول پیدا کرے۔

ڈیپارچر لاونج میں تمام کارروائیوں سے فارغ ہو کر گروپ کے ساتھیوں سے ملا۔ علیک سلیک ہوئی۔ اب میں سوچنے لگا کہ لمبا سفر درپیش ہے اور میں اکیلا ہوں۔ ایسے سفر میں ہم خیال اور ہم آہنگ ساتھی میسر نہ ہوں سفر کا مزہ نہیں رہتا۔ میں اسی سوچ وفکر میں مستغرق اوپری دل کے ساتھ ساتھیوں کے ساتھ بے دلی کی کیفیت کے ساتھ علیک سلیک میں مصروف تھا کہ اچانک سامنے سے گروپ کے دو شناسا چہرے میری طرف بڑھتے نظر آئے۔ نظریں چار ہوتے ہی میں بھی ان کی طرف بڑھا اور گرم جوشی سے معانقہ ومصافحہ کیا۔ اللہ تعالی نے ہم خیال وہم مزاج ساتھی کی پریشانی اور فکر مندی کا بھی بہترین حل ایک کے بجائے دو ایسے ساتھی دے کر نکال دیا تھا۔ یہ تھے مولانا عبد الحسیب حقانی اور مولانا نقیب خان صاحبان۔ سچ پوچھئے کہ انہیں دیکھ کر ساری کلفت اور فکر مندی دور ہوگئی اور میں نے اسے اللہ تعالی کی خاص مہربانی سمجھ کر دل ہی دل میں اللہ تعالی کا شکر ادا کیا۔ مولانا عبد الحسیب حقانی جمعیت علمائے اسلام (س) کے سرگرم رہنما اور دار العلوم حقانیہ کے قابل فاضل ہیں۔ پشاور میں اپنا کاروبار کرتے ہیں اور مختلف دینی امور سے منسلک ہیں۔ مولانا نقیب خان بھی یار باش آدمی اور فعال شخصیت ہیں۔ یوٹیوب پر اپنا چینل ہے اور کاروبار سے وابستہ ہیں۔ دونوں حضرات سے وہیں انتظار گاہ میں بیٹھے بیٹھے تفصیلی احوال لیا اور ایک دوسرے کی سرگرمیوں سے آگاہ ہو کر مسرور ہوئے۔

مولانا عبد الحسیب حقانی صاحب سے پہلے بھی ملاقات رہی ہے۔ آپ جید الاستعداد عالم دین اور بڑے خلیق ومتواضع انسان ہیں۔ اللہ تعالی ان کی توفیقات خیر میں اضافہ اور کاموں میں خیر و برکت دے۔ ایئرپورٹ کے احاطے میں ہی ہماری شاہ صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ آپ کوہاٹ کی معروف دینی شخصیت اور وہاں کے کئی اداروں کے سربراہ اور منتظم ہیں اور ماشاءاللہ نہایت کامیابی سے اپنے کام اور خدمات میں جتے ہوئے ہیں۔ ان سے ان کے اداروں اور ہمارے اس سفر کے حوالے سے بھی بہت مفید، معلومات افزا اور دلچسپ گفتگو ہوئی۔ اللہ تعالی شاہ صاحب کی خدمات قبول ومقبول فرمائے۔

ہم انتظار گاہ میں ساتھیوں کے ساتھ تعارف اور احوال لینے میں مشغول تھے کہ پرواز کی اناؤنسمنٹ ہوگئی اور سب ساتھی بڑے شائستہ، پروقار اور منظم انداز میں جہاز کی طرف بڑھ گئے۔ میری بورڈنگ چونکہ الگ سے ہوئی تھی اس کے باوجود اتفاق سے مجھے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہی نشست ملی۔ مولانا عبد الحسیب صاحب کو بھی میرے قریب نشست ملی، جبکہ ساتھ کی نشستوں پر کراچی سے مولانا اسد صاحب اور مولانا عبد الرحمٰن میرے ''صاحب الجنب'' قرار پائے۔ الحمد للہ ان حضرات کی

معیت اور قرب میں سفر بہت ہی خوشگوار گزرا۔ ساتھیوں نے حد درجہ اکرام اور ایثار کا مظاہرہ کیا اور ایک لمحے کیلئے بھی کوئی اجنبیت اور کسی قسم کی پریشانی کا احساس دامنگیر نہ ہوا۔ اللہ تعالی تمام ساتھیوں کو اپنی شان کے مطابق جزائے خیر سے نوازے۔

پورے سفر کے دوران تمام ساتھیوں نے مفید تبادلہ خیال میں حصہ لیا اور آرام کا کوٹا بھی پوری یکسوئی سے مکمل کیا۔ یوں ترکیہ کے وقت کے مطابق صبح ساڑھے آٹھ بجے قیاصرہ روم کے دیار، خلافت کی عظیم نشانی اور ہماری تاریخ کے ماتھے کا جھومر استنبول شہر کے ہوائی اڈے پر جہاز نے لینڈ کیا تو باوجود لمبے سفر کے سبھی ساتھی تازہ دم تھے۔

امیگریشن اور دیگر ضروری کارروائی مکمل کر کے ہم استنبول کے ایئرپورٹ کی جدید ترین، تمام لگژری سہولیات سے آراستہ پرشکوہ عمارت سے اسی ترتیب اور خوش وضعی کے ساتھ باہر نکلے۔ باہر انتظامیہ کی جانب سے بک کی گئی خوبصورت اور آرام دہ بسیں ہماری منتظر تھیں۔ تمام ساتھی ایک ایک کر کے بسوں پر سوار ہوئے اور کچھ ہی دیر میں بسوں نے ہمیں اس ہوٹل کے احاطے میں اتار دیا، جہاں ہمارا قیام طے پایا تھا۔

ہوٹل کی لابی میں ہمیں بتایا گیا کہ بالائی منزلوں میں دو دو ساتھیوں پر مشتمل کمروں کی ترتیب رکھی گئی ہے۔ کراچی ایئرپورٹ پر مولانا عبدالحسیب حقانی صاحب اور مولانا نقیب خان کے ساتھ ہماری جوڑی بن چکی تھی۔ ہم نے آپس میں مشورہ کر کے طے کیا کہ ہم منتظمین کی اجازت سے اجتماعی ترتیب کے بجائے الگ سے اپنے لئے کمرہ لے لیتے ہیں۔ اس اتفاق رائے کے بعد ہم نے گروپ کے معاون منتظم مولانا عمیر صاحب اور منتظم اعلی حافظ اقبال قریشی صاحب کی خدمت میں اپنی رائے پیش کی۔ اللہ تعالی ان حضرات کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے ہماری سہولت کی رعایت کرتے ہوئے بخوشی ہمیں اپنی ترتیب کے مطابق الگ کمرہ لینے کی رعایت دے دی اور اس سلسلے میں ہر ممکن تعاون کی پیشکش کی۔ ہم نے ان کا شکریہ ادا کیا اور اوپر کی منزل کے بجائے نیچے ہی الگ کمرہ لے کر سامان سمیت وہاں شفٹ ہو گئے۔

ترکی کا پورا نام جمہوریہ ترکی ہے، اسے جدید ترکی بھی کہا جاتا ہے، بطور جمہوریہ ترکی خلافت عثمانیہ کا جانشین ہے اور جمہوریہ کے سانچے میں ترکی خلافت عثمانیہ کے خاتمے کی دلگداز سانحے کے بعد خلافت کی بچی کھچی زمین پر ڈھلا ہے، ترکوں کی تاریخ بہت قدیم ہے، تاہم ترکی ایک ملک اور ایک نیشن اسٹیٹ کے طور پر باقاعدہ ۱۹۲۳ء میں الغائے خلافت کے بعد وجود میں آیا، جس کی کچھ تفصیل

ابتدائی سطور میں ہم عرض کر چکے ہیں۔

انقرہ ترکی کا دار الحکومت ہے اور اس شہر کو نیا دار الحکومت بنانے کا فیصلہ جدید ترکی کے بانی اور ترکوں کے بابائے قوم مصطفیٰ کمال پاشا اور ان کے ساتھیوں کا ہے۔اس کی بنیادی وجوہات جو بھی ہوں، حقیقت یہ ہے کہ انقرہ کو نیا دار الحکومت بنانے سے استنبول کی اہمیت کسی طرح بھی کم نہیں ہوئی، استنبول اگرچہ ترکی کا دار الحکومت نہیں، مگر ترکی اور عالم اسلام کے ثقافتی، تاریخی اور تہذیبی دار الخلافہ کے طور پر اب بھی یہ عظیم شہر ایک الگ پہچان، شان اور تشخص رکھتا ہے اور اس شناخت کے ساتھ اس کا وجود مزید نکھر کر سامنے بھی آ گیا ہے اور اسے دار الحکومت کے سیاسی ہنگاموں سے ایک گونہ حفاظت و خلاصی بھی مل گئی ہے۔انقرہ دار الحکومت نیا ضرور ہے، مگر یہ شہر نیا نہیں ہے۔اس شہر کا پرانا نام انگورہ ہے، ہماری تاریخ کی جتنی بھی کتابیں ہیں، ان سب میں جہاں جہاں انگورہ کا ذکر آتا ہے، اس سے مراد جدید انقرہ ہی ہے۔انگورہ رومی دور میں رومی سلطنت کا مشرقی دروازہ کہلاتا تھا، اس کے مشرق میں اسلامی سلطنت واقع تھی۔اس حیثیت میں یہ مغربی سمت میں یہ ایک دور دراز سرحدی مقام سمجھا جاتا تھا۔یہی وہ سرحدی شہر ہے، جہاں سے گزرتے ہوئے ایک مسلمان خاتون کو رومی سپاہیوں نے قید کیا تو اس نے رومیوں کی قید سے عباسی خلیفہ معتصم باللہ کو پکارتے ہوئے وا معتصماہ......(ہائے معتصم!) کہا تھا اور قید میں اس کی آواز قریب سے گزرتے ہوئے کسی مسلمان کے کان میں پڑی اور پھر کانوں کان یہ پکار اور فریاد سفر کرتی ہوئی خلیفہ محتشم معتصم باللہ کے دربار عالی میں پہنچی تو وہ تڑپ اٹھے اور فوری طور پر اسلام کی بیٹی کی رہائی کیلئے لشکر روانہ کر دیا۔اس لشکر نے اس قیدی خاتون کو رہائی دلائی اور ظالم رومی سپاہیوں کو اس تجاوز پر سزا دی۔یہ ہے انگورہ یعنی انقرہ کی تاریخی عظمت و تعارف۔انگورہ کی طرح انگورہ کی بکریاں بھی تاریخی شہرت رکھتی ہیں۔سلطان سلیمان خلافت عثمانیہ کے عظیم اور نہایت اولوالعزم بادشاہ گزرے ہیں، ان کی عظمت شان کی بنا پر تاریخ انہیں سلطان عالیشان اور سلیمان قانونی کے نام سے آج بھی یاد رکھتی ہے۔ان کے دور میں اہل اسلام کی عظمت اور برتری کا یہ عالم تھا کہ یورپ کے تمام شاہی خاندان اپنا وارث سلطان عالیشان کی منظوری سے مقرر کرتے تھے، جس طرح آج یہ مقام یورپ اور پھر امریکا کو حاصل ہے، آہ

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

مفتی ذاکر حسن نعمانی
استاذ حدیث وتخصص جامعہ عثمانیہ پشاور

نام نہاد اسکالروں کا فتنہ فہم حدیث

☆ ایک ہے منکرین کا انکار حدیث ،اس کی بنیاد بدفہمی ،کج فہمی اور بدبختی ہے ۔یہ لوگ احادیث کو مستقل حجت شرعیہ اور دلیل نہیں مانتے ۔

☆ ایک ہے اہل سنت والجماعت کا ترکِ حدیث یعنی کسی حدیث پر عمل نہ کرنا۔اس کی بنیاد اصول حدیث ،اصول فہم حدیث ،اصول فقہ اوراصول استنباط واجتہاد ہے۔یعنی مذکورہ امور کی روشنی میں کسی حدیث پرعمل چھوڑ دیتے ہیں ۔

☆ ایک ہے فتنہ فہم حدیث ،جس کی وجہ سے فہم حدیث میں ٹھوکریں کھاتے ہیں،اس فتنہ کی بنیاد کم فہمی ،غلط فہمی اور کم علمی ہے۔جس کی وجہ سے اصول فہم حدیث پر عمل نہیں کرتے اپنے من گھڑت مفہوم اور تحقیق کو حرف آخر سمجھتے ہیں ،سلف صالحین کی تحقیقات اور تشریحات پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ ان کا طریقہ ایک دو آیات یا حدیث کو لے کر فیصلہ کرتے ہیں حالانکہ عربی زبان سے متعلقہ جملہ سمجھنے کے معاون علوم سے بھی عاری ہوتے ہیں ۔

اہل سنت والجماعت کا آپس میں نص فہمی میں اختلاف ہے ،لیکن اس کی بنیاد اصول حدیث اصول فقہ اوراصول استنباط واجتہاد ہے،اہل سنت والجماعت کا نص فہمی میں یہ طریقہ نہیں کہ صرف ایک دوآیات کو یا ایک آدھ حدیث کو لے کر فیصلہ کریں، بلکہ ان کے سامنے قرآن مجید کی تمام آیات ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال،افعال ،تقریرات اورتمام ہدایات اورصحابہ کرام کے آثار و روایات ہوتی ہیں اوراس کیساتھ ساتھ عربی زبان سے متعلق تمام معاون علوم (صرف ،نحو، بلاغت، ادب وغیرہ) کے اسلحہ سے مسلح ہوتے ہیں،تب جا کر فیصلہ کرتے ہیں ۔

امت مسلمہ کی دینی ودنیاوی رہنمائی کے لیے چار ماخذ (دلائل)موجود ہیں ۔ان میں سے ایک اہم اور بنیادی ماخذ احادیث نبویہ کا ہے۔علم حدیث ایک وسیع علم ہے ،بقول شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ

علوم شرعیہ میں سے سب سے بلند مرتبہ فن حدیث کا ہے، فرماتے ہیں علوم یقینیہ (دینیہ) میں قابل اعتماد اوران کا سردار اورفنون دینیہ کا پایہ اور بنیادعلم حدیث ہی ہے۔قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جوتمام فنون دینیہ کا سرچشمہ اوردین وشریعت کی اصل واساس ہے لیکن کوئی فن نہیں یعنی فنی علوم میں داخل نہیں ۔قرآن مجید کی تفسیر میں حضورصلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحات اورتفسیرات صحابہ وتابعین فن حدیث میں داخل ہیں۔اس علم کے طول وعرض ،بلندی اورعمق تک پہنچنے کیلئے بہت بڑے اور گہرے علم کی ضرورت ہے۔فن حدیث کی سنگلاخ وادیوں کو طے کرنا ایک دشوارامر ہے،شاعر کہتا ہے:

کیف الوصول الی سعاد ودوننا
قلل الجبال ودونها خیوف

سعاد (شاعر کی معشوقہ کانام) تک کیسے پہنچا جاسکتا ہے، جب کہ ہم سے ورے پہاڑوں کی چوٹیاں ہیں اوران سے ورے نشیب وفراز ہیں۔بایں ہمہ علم حدیث کی جس طرح خدمت کرنی چاہیے تھی وہ اس امت مسلمہ کے بڑے بڑے محدثین اورفقہاء کرچکے ہیں ،ان کی یہ خدمات امت مسلمہ سے مخفی نہیں ۔شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فن حدیث کی چار قسمیں ہیں:

(۱) فن روایت حدیث

جس میں احادیث مع سند روایت کرکے ہرحدیث کادرجہ متعین کیا جاتا ہے کہ حدیث صحیح ہے یاضعیف ،مشہور ہے یاغریب ،مسند ہے یامرسل ،مرفوع ہے یا موقوف ۔اس فن کی بیشمار کتابیں ہیں، اس قسم کی خدمت متقدمین میں بڑے بڑے حفاظ حدیث نے کی ہے(آج کل یہ خدمت مشکل ہے)

(۲) فن غریب الحدیث

دوسری قسم فن غریب الحدیث ہے،جس میں احادیث کے ناموس ،الفاظ کے معانی اورمشتبہ کلمات کااعراب بیان کیا جاتا ہے۔اس فن کی بھی کافی کتب ہیں ،اس فن کی طرف ائمہ فنون ادبیہ نے اورعلوم عربیہ میں راسخ قدم رکھنے والے علماء نے توجہ دی ہے(اس قسم کی خدمت بھی بہت مشکل ہے)

(۳) فقہ السنہ

تیسری فقہ السنہ ہے،جس میں احادیث شریفہ سے مستنبط ہونے والے مسائل شرعیہ بیان کئے جاتے ہیں ،تقریباً تین ہزار احادیث سے جواحکام دینیہ مستنبط ہوئے ہیں ،اس فن کا نام فقہ السنہ ہے۔احادیث کے علاوہ جواحکام ''احکام القرآن'' کے نام سے قرآن مجید کی تقریباً تین سوآیات سے

مستنبط ہوئے ہیں،اسی طرح اجماع اور قیاس کے ذریعہ بھی جو مسائل مستنبط کئے جاتے ہیں ان سب کا نام علم الفقہ ہے۔

یہ تیسری قسم دراصل احادیث کے علل اور معانی شرعیہ کو اصول فقہ اور اصول اجتہاد کی روشنی میں جاننے کا نام ہے۔علماء کے نزدیک یہ فن احادیث کے لیے بمنزلہ مغز اور موتی کے ہے،اس فن کی طرف محققین فقہاء نے توجہ دی ہے۔

(۴) علم اسرار الدین

چوتھی قسم علم اسرار الدین ہے،جس میں اعمال اسلامیہ اور احکام دینیہ کے رموز واسرار بیان کیے جاتے ہیں،جس کو عرف عام میں فنِ حکمتِ شرعیہ کہتے ہیں۔شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک تمام فنون حدیث میں دقیق ترین،گہری جڑیں رکھنے والا،سب سے زیادہ بلند منارہ کے اعتبار سے اور میری رائے میں تمام علوم شرعیہ میں سب سے برتر اور سب سے بلند درجہ اور عظیم المرتبت علم ''علم اسرار الدین'' ہے۔جو احکام شرعیہ کی حکمتوں اور علتوں اور اعمال اسلامیہ کی خصوصیات کے رموز ونکات سے بحث کرتا ہے۔راقم الحروف کے نزدیک اس علم کی خدمت امام غزالی رحمہ اللہ اور علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے بہت کی ہے۔لیکن شاہ صاحب رحمہ اللہ نے یہ علم پوری دنیا میں بطور فن متعارف کرا کر بعد والوں کے لیے اس علم سے استفادہ کی راہیں کھول دی ہیں۔

حدیث خواص کا علم ہے

معلوم ہوا کہ فن حدیث کی خدمت اور اس کا افہام وتفہیم ہر کہہ و مہہ کا کام نہیں،لکل فن رجال،ہر فن کے اپنے ماہرین ہوتے ہیں۔ہمارے استاذ محترم شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا سید شیر علی شاہ مدنی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ بھڑ پکڑنے کا منتر آتا نہیں اور اژدھے پر ہاتھ ڈالتے ہیں۔یقیناً کم فہمی،کج فہمی اور بدفہمی کی وجہ سے فن حدیث کے سمندر میں غوطہ زنی خود کو اور دوسروں کو ڈبونے کے سوا کچھ نہیں۔ہمارے بخاری شریف اور ترمذی شریف کے استاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی (بنوری ٹاؤن کراچی) فرمایا کرتے تھے کہ حدیث خواص کا علم ہے،اور قرآن عوامی کتاب ہے،اور فرماتے تھے کہ حدیث اس سے پڑھو،حدیث جس کا حال بن چکا ہو۔استاذ محترم حضرت مفتی صاحب کی اس اہم اور گہری بات کا مطلب یہ ہے کہ درس قرآن عوام کی سمجھ میں آتا ہے،اور درس حدیث کا اصل تعلق دارالحدیث کے ساتھ ہے جہاں علم اور فن حدیث کی اصطلاحات کو سمجھنے

والے بااستعداد طلبہ بیٹھے ہوتے ہیں ،عوام کوفن حدیث بطورفن پڑھانا بہت مشکل ہے۔ باوجود اس کے امت کے بڑے بڑے علماء نے عوام کواحادیث سے استفادہ کے لیے احادیث کاانتخاب کیا ہے۔ جس کا مطالعہ پڑھے لکھے لوگ آسانی کے ساتھ کر سکتے ہیں اوران احادیث سے استفادہ بھی کر سکتے ہیں مثلاً حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی فضائل اعمال کی کتاب، حضرت مولانا محمد منظور نعمانی کی معارف الحدیث اورحضرت مولانا بدرعالم میرٹھی کی ترجمان السنہ وغیرہ

عمل بالحدیث کے لیے فہم حدیث

محدثین کرام کااصل کام تو احادیث شریفہ کواپنی حیثیتوں کے ساتھ جمع کرنا ہے۔لیکن پھر بھی ان کی فقاہت اوراجتہاد کا اظہار ان کی احادیث کی جمع کردہ کتب کے تراجم (ترجمہ الباب) سے معلوم ہوتا ہے، ان بڑے بڑے محدثین میں مجتہد مطلق بھی تھے۔لیکن ان کا مذہب رائج نہیں ہوااورنہ ان کے مقلدین ہوئے۔اس لیے کہ ان کے مذہب کو بیان نہیں فرمایا مثلاً امام بخاری رحمہ اللہ

علامہ سید انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ بلاشک وشبہ مجتہد مطلق تھے ،بعض کے نزدیک آپ شافعی تھے ۔امام مسلم رحمہ اللہ کوبعض نے شافعی اوربعض نے مالکی کہا ہے۔بعض کے نزدیک ان کامذہب معلوم نہیں،وجہ یہ ہے کہ ان کی کتاب ''صحیح مسلم'' کے تراجم آپ کے نہیں بلکہ امام نووی رحمہ اللہ کے ہیں ۔امام ابوداؤد حنبلی ہیں ،ان کی سنن کے تراجم پرغورکرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے ۔امام ترمذی رحمہ اللہ شافعی ہیں ۔بعض مسائل میں امام شافعی سے اختلاف بھی کرتے ہیں لیکن جزوی اختلاف مسلک شافعی میں داخل ہونے سے قادح نہیں، اکثر مسائل میں امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلد ہیں ۔شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے نزدیک آپ شافعی ہیں، علامہ انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ کے نزدیک امام ابوداؤد اورامام نسائی حنبلی ہیں ۔امام ابن ماجہ بھی شافعی ہیں، امام طحاوی جیسا محدث اورمجدد جس نے روایات میں بحث اورتحقیق کی جدید ایسی راہ کھولی ہے جس سے احادیث میں تطبیق کے بعد فہم حدیث کی راہ کھلتی ہے۔آپ احناف کے مایہ ناز محدث اورفقیہ ہیں، یہ تو صرف صحاح ستہ کے احادیث کے مصنفین کے اجتہاد اورتقلید کا ذکر ہے ۔انکے علاوہ بیشمار محدثین مقلدین ہیں، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ محدثین کااصل کام احادیث جمع کرنا ہے اگرچہ وہ مقلدین یا مجتہدین تھے لیکن احادیث جمع کرنے میں انہوں نے اپنے اجتہاد یا مسلک کی پروانہیں کی ، بلکہ جو حدیث بھی انکے معیار پر پوری اترتی ہے تو اس کاذکر کرتے ہیں ، اگرچہ وہ حدیث اس کے مسلک اوراجتہاد کے خلاف ہو۔محدثین نے جوتراجم قائم کیے ہیں وہ اس بات پر شاہد عدل ہیں،امام ابوداؤد

نے تو ایسی احادیث جمع کی ہیں کہ گویا ہر مسلک کے مجتہد کیلئے احادیث بطور دلیل نقل کر رہے ہیں۔

لہٰذا عمل بالحدیث کے لیے اوّلاً فہم حدیث ہے اس لیے احادیث کے معانی اور علل جاننے کیلئے فقہاء کرام اور مجتہدین کے اصول اجتہاد اور اصول فقہ کی روشنی میں بیان کردہ تشریحات اور توضیحات کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ تاکہ عمل بالحدیث آسان ہوجائے۔ فقہ کی مستند کتابوں میں جتنے مسائل ہیں ان کی پشت پر ضرور دلیل ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ فقہ کی کتابوں میں دلائل بہت کم ملتے ہیں ،فقہ کو دلائل کیساتھ سمجھنے کیلئے ہدایہ اور بدائع الصنائع بہترین کتب ہیں ۔ان کتابوں کو سمجھ کر پڑھنے سے فقہی ملکہ پیدا ہوتا ہے ۔انسان فقیہ النفس بن جاتا ہے ۔فقہ کا کمپاؤنڈر نہیں بلکہ ڈاکٹر بن جاتا ہے۔جن کو معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کی دلیل لِمّی کیا ہے اور اگر اصول فقہ کی روشنی میں فقہ پڑھ کر فقیہ بن جائے اور شرعی احکامات کے اسرار اور حکم سمجھنے کے لیے امام غزالی اور ابن القیم کی کتابوں کے مطالعہ کے علاوہ آیۃ من آیات اللہ ومعجزۃ نبیہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم شاہ ولی اللہ دہلوی (جس کے بارے میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سرزمین ہند میں اگر صرف شاہ ولی ہی پیدا ہوتے تو ہندوستان کے لیے یہ فخر ہی کافی تھا۔) کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ سمجھ کر پڑھ لے تو ایسے فقیہ کو ہر مسئلہ اور حکم کی دلیل لِمّی کے ساتھ دلیل اِنّی بھی معلوم ہوجائیگی یقیناً ایسا فقیہ جو جو کسی حکم کی دلیلِ لمیّ اور دلیلِ اِنیّ دونوں جانتا ہو تو یہ زمانے کا حکیم الاسلام اور حکیم العصر ہے۔

فقہاء کرام کی خدمت حدیث

محدثین کی طرح فقہاء کرام نے بھی احادیث کی خدمت کی ہے لیکن ان کی خدمت کا میدان اصول فقہ اور اصول استنباط واجتہاد کی روشنی میں احادیث کے علل ،معانی اور صحیح مطالب بیان کرنا ہے۔ جو پوری امت کے لیے مشعل راہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض محدثین کے اقول ملتے ہیں کہ اگر فقہاء نہ ہوتے تو ہم گمراہ ہوجاتے۔لہٰذا ہر دور کے مستند فقہاء کی تشریحات کو خاطر میں نہ لانا بڑے علمی نقصان کا باعث بنتا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ کہ علم حدیث اور فن حدیث میں محدثین پر اعتماد ہے ،فن قرأت میں قراء پر اعتماد ہے ،علم النحو میں نحات پر اعتماد ہے لیکن فہم حدیث اور فقہ میں اصولین اور فقہاء پر اعتماد نہیں۔

ہر فن کے گزشتہ ماہرین سے اعراض اور ان پر اعتماد نہ کرنا اپنی اور دوسروں کی گمراہی کا باعث ہے۔ بلکہ ہر ترقی یافتہ فن گزشتہ ماہرین فن کے سلسلۃ الذہب کی ہر کڑی پر اعتماد کے مرہون منت ہے۔

نام نہاد اسکالر

میڈیا اور موجودہ سوشل میڈیا نے بہت سے ایسے نام نہاد اسکالروں کو جنم دیا ہے، جن کا مبلغ علم اردو زبان میں قرآن مجید کے تراجم، تفاسیر اور احادیث کے اردو تراجم ہیں، اور مستند علم سے عاری ہیں، اس کے ساتھ سلف صالحین کے صحیح فہم پر اعتماد بھی نہیں کرتے۔ اور آئے روز سوشل میڈیا اور اپنی تحریرات میں اپنی جہالتوں کے بے مثال مظاہرے کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اردو زبان میں بھی خدمت صحیح اور مستند علماء نے کی ہے۔ ان علماء نے متقدمین علماء سے ان اردو تراجم میں استفادہ کیا ہے اور جو قابل اعتماد ہیں اور اصل خادمین ہیں ان پر ان نام نہاد اسکالروں کا اعتماد کیوں نہیں؟ حالانکہ موجودہ مستند علماء کا ان مستند علماء متقدمین پر اعتماد ہے۔ استاذی، استنادی اور صحبتی سلسلۃ الذہب ہمار اصل علمی، روحانی اور اصلاحی سرمایہ ہے۔ اور اسنادی اور صحبتی سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک مستند ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت جبرئیل نے اللہ تعالیٰ سے وحی کا علم حاصل کیا ہے۔ دینی علم اسی کا نام ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعہ ہمیں ملا ہے۔ عصری علوم کا منبع تجربات اور مشاہدات ہیں اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ ہر دنیاوی فن کی الہامات کے ذریعے رہنمائی بھی کرتے ہیں۔ ایک سائنسدان اور موجد کسی چیز کے بارے میں سوچ و بچار کے ساتھ مغز کھپائی میں مصروف ہوتا ہے اچانک اس کے دل و دماغ میں ایک بات کلک ہوجاتی ہے، یہ کیا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہے، جب بات بن جاتی ہے تو یہ موجد اور سائنسدان خوشی سے پھولے نہیں سماتا اور نوبل پرائز کا حقدار گردانا جاتا ہے، موجودہ ترقی یافتہ دنیا کی ہر ایجاد اسی فطری اور بوقت ضرورت الہام کی مرہون منت ہے، اللہ تعالیٰ کسی کی محنت ضائع نہیں کرتے۔

مجتہدین اور فقہاء کرام بھی جب استنباطی مسائل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ان کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے الہامات شروع ہوجاتے ہیں جن کو الہامی علم کہا جاتا ہے، یا علم لدنی بھی کہہ سکتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی کل نصوص بقول امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ گیارہ ہزار ہیں، جن میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات ہیں باقی احادیث، لیکن دینی مسائل اور احکامات کی تعداد کروڑوں سے تجاوز کرگئی ہے، ان محدود نصوص سے لامحدود مسائل کی طرف سفر فقہاء کرام کے الہامی اور استنباطی علم کے سفر کا نتیجہ ہے، جس سے قیامت تک امت مستفید ہوتی رہے گی۔ (جاری ہے)

ترتیب وتحقیق :مولانا حافظ لقمان الحق
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

قربانی کے جانوروں کے عیوب اوران کا شرعی حکم

عیدالاضحیٰ قربانی کے ایک ایسی عظیم واقعہ کی یادگار ہے،جس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی ،قربانی کا یہ عمل اگر چہ پہلے ہی سے جاری تھا لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں خصوصی اہمیت اختیار کرگیا،اسی وجہ سے اسے سنت ابراہیمی کہا گیا ہے ،قربانی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مداومت فرمائی ہے نیز قربانی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ،قربانی اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کا وسیلہ ہے ،قربانی اظہار عشق ہے ،قربانی وفا کی دلیل ہے ،قربانی عظیم الشان عبادت ہے ، جتنا یہ اہم عبادت ہے بلکہ اہم ترین عبادت ہے ،اتنا ہی اس میں احتیاط بھی لازم اور ضروری ہے ،اس لئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ قربانی کا یہ عاشقانہ عمل پوری توجہ ، انہماک اور کامل احتیاط اور شریعت کے اصولوں کے مطابق کیا جائے تاکہ یہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت سے نوازا جائے ااوراس کا اجر وثواب پورا پورا نصیب ہو۔اسی غرض سے مسلمانوں کے رہنمائی کیلئے ذیل میں قربانی کی چند اہم مسائل کوایک جدول کی صورت میں پیش کیا جارہا ہے ،تاکہ ہم اس کی روشنی میں اس عظیم الشان عبادت اورعمل کو ضائع ہونے سے بچالیں ، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اعلیٰ ترین عبادت اوراہم ترین عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اوراپنی بارگاہ میں قبول فرمائے ۔آمین

قربانی کے جانوروں کے عیوب اوران کا شرعی حکم

قربانی کے جانور کی عمریں یہ ہونی چاہیں دنبہ ،بھیڑ ،بکری (ایک سال)،گائے ،بھینس ،بیل (دوسال)،اونٹ (پانچ سال)

نمبرشار	عضو	عیوب کی تفصیل	شرعی حکم	ماخذ فتاویٰ
۱	آنکھ	دونوں آنکھوں سے آندھی ہو	ممنوع	فتاویٰ حقانیہ ص ۴۳۹
		ایک آنکھ سے نظر نہ آتا ہو	ممنوع	فتاویٰ حقانیہ ص ۴۸۹
		جسکی پیدائشی آنکھیں نہ ہوں	ممنوع	عالمگیری
		دن میں نظر آئے اوررات کو نہ آئے	جائز	عالمگیری

		اگر ایک آنکھ سے بھینگی ہو	جائز	درمختار
۲	ناک	ایک تہائی یا زائد ناک کٹی ہوئی ہو	ممنوع	عالمگیری
		ایک تہائی سے کم ناک کٹی ہوئی ہو	ممنوع	عالمگیری
۳	کان	پیدائشی دونوں کان نہ ہو	ممنوع	ہدایہ
		پیدائشی ایک ہی کان ہو	جائز	عالمگیری
		جس کے کان میں سوراخ ہو	جائز	مسائل قربانی
		جس کے کان کو داغ دیا گیا ہو	مکروہ تنزیہی	فتاویٰ حقانیہ ص ۴۷۷
		لمبائی میں پورا کان چرا ہوا ہو	جائز	بدائع الصنائع
		جس کے کان چھوٹے ہوں	خلاف اولیٰ	عالمگیری
		جس کے کان اگلی طرف سے کٹ کر لٹکے ہوں	خلاف اولیٰ	بدائع الصنائع
		جس کے کان پچھلی طرف سے کٹ کر لٹکے ہوں	ممنوع	بدائع الصنائع
		مجموعی طور پر ایک تہائی یا زائد کان میں سوراخ ہو	ممنوع	مسائل قربانی
		مجموعی طور پر ایک تہائی سے کم کان میں سوراخ ہو	جائز	مسائل قربانی
		ایک تہائی یا زائد کان کٹا ہوا ہو	ممنوع	فتاویٰ حقانیہ ص۴۸۹
۴	داغی	جس کا کوئی بھی عضو گرم لوہے سے داغا گیا ہو	جائز	فتاویٰ حقانیہ ص ۴۷۷
۵	سینگ	ایک یا دونوں سینگ پیدائشی طور پر نہ ہو	جائز	فتاویٰ حقانیہ ص۴۸۹
		ایک یا دو سینگوں کا خول اتر گیا ہو	جائز	امداد الفتاویٰ
		سینگ جڑ سے ٹوٹ جائیں اور گودا نظر نہ آئے	ممنوع	امداد الفتاویٰ
		ایک تہائی یا زائد سینگ کٹا ہوا ہو	جائز	فتاویٰ حقانیہ ص۴۷۸
۶	دانت	جسکے تمام دانت ٹوٹ جائیں	ممنوع	فتاویٰ حقانیہ ص۴۸۹
	دانت	بعض دانت ٹوٹ جائیں اور گھاس نہ کھا سکے	ممنوع	فتاویٰ حقانیہ ص۴۸۹
		اگر گھاس کھا سکے کیونکہ دانتوں سے مقصود گھاس کھانا ہے	جائز	احسن الفتاویٰ
		پیدائشی دانت نہ ہو اور نہ کھا سکے	ممنوع	احسن الفتاویٰ
		اور اگر کھا سکے	جائز	احسن الفتاویٰ
۷	زبان	دنبہ، بھیڑ اور بکری کی زبان نہ ہو	جائز	فتاویٰ قاضیخان
		گائے، بھینس کی زبان نہ ہو اور کھانہ سکے	ممنوع	عالمگیری

		اگرگھاسکے	جائز	عالمگیری
		گائے بھینس کی زبان ایک تہائی یازائد کٹی ہو	ممنوع	عالمگیری
		گائے بھینس کی زبان ایک تہائی سے کم کٹی ہو	مکروہ تنزیہی	عالمگیری
۸	تھن	پیدائشی طور پر تھن خشک ہوجائے یا ضائع ہوجائے	ممنوع	بحرالرائق
		جسکے تھن خشک ہوجائیں	ممنوع	بحرالرائق
		بغیر مرض کے دودھ خشک ہوجائے	جائز	عالمگیری
		ایک تہائی سے کم تھن کٹے ہوئے ہوں	جائز	عالمگیری
		تھن کے سرے کٹے ہوئے ہوں	ممنوع	عالمگیری
		ایک تہائی یازائد تھن کٹا ہوا ہو	ممنوع	کفایت المفتی
		ایک تہائی سے کم کٹا ہوا ہو	جائز	کفایت المفتی
		دنبی، بھیڑ اور بکری کا ایک تھن نہ ہو	ممنوع	عالمگیری
		یا ایک تھن کا مرض سے سوکھ جانا	ممنوع	ردالمحتار
		یا ایک تھن ضائع ہوجانا	ممنوع	ردالمحتار
		گائے، بھینس، اونٹنی کا ایک تھن نہ ہو	جائز	امدادالفتاویٰ
		یا ایک تھن ضائع ہوجائے	جائز	امدادالفتاویٰ
		اور اگر دونوں تھن نہ ہو	ممنوع	عالمگیری
		یا دونوں تھن ضائع ہوجائے	ممنوع	ردالمحتار
		یا دونوں تھنوں کا دودھ ضائع ہوجائے	ممنوع	ردالمحتار
		اگر ایک تھن کا دودھ سوکھ جائے	جائز	ردالمحتار
		جسکی ایک ٹانگ کٹی ہوئی ہو	ممنوع	شامی
۹	ٹانگ	اگر دو تین یا چاروں کٹی ہوئی ہوں	ممنوع	شامی
		ایک پاؤں سے لنگڑا ہوا اور زمین پر نہ رکھ سکے	ممنوع	فتاویٰ حقانیہ
		اگر زمین پر رکھ سکتا ہو مگر اس سے چل نہ سکے	ممنوع	فتاویٰ حقانیہ
		اگر اس کے سہارے سے مذبح تک پہنچ سکے	جائز	احسن الفتاویٰ
۱۰	دم	ایک تہائی سے کم دم کٹ جائے	جائز	فتاویٰ رحیمیہ
		پیدائشی طور پر دم نہ ہو	خلاف اولیٰ	بحرالرائق

۱۱	چکتی	پیدائشی طور دنبی کی چکتی نہ ہو	جائز	عالمگیری
		پیدائشی طور دنبی کی چکتی چھوٹی ہو	جائز	عالمگیری
		ایک تہائی یازائد چکتی ضائع ہوگئی ہو	ممنوع	عالمگیری
		ایک تہائی سے کم چکتی ضائع ہوگئی ہو	جائز	ھدایہ
		ایسا جانور جسے کھجلی ہومگر موٹا تازہ ہو	جائز	ھدایہ
۱۲	کھجلی	کھجلی کی وجہ سے دبلامگر چربی کچھ ہو	جائز	قدوری
		کھجلی کی وجہ سے چربی کچھ نہ رہے	خلاف اولیٰ	بہشتی زیور
		جسکی نلیوں سے ہڈیوں میں گودا گھل گیا ہو	ممنوع	بہشتی زیور،فتاویٰ حقانیہ
۱۳	دبلی پتلی	جسکی نلیوں سے ہڈیوں میں گودا گھل گیا ہو	ممنوع	بہشتی زیور
		جسکی نلیوں اور ہڈیوں میں گودا، چربی باقی ہو	خلاف اولیٰ	بہشتی زیور
۱۴	مجنونہ	ایسی مجنونہ جوموٹی تازی ہو	جائز	ردالمختار
		ایسی مجنونہ جوگھاس کھاسکتی ہو	جائز	بحرالرائق
		ایسی مجنونہ جودبلی ہواور گھاس نہ کھاسکتی ہو	ممنوع	بحرالرائق
۱۵	کھانسی	ایسا جانور جسے کھانسی لگی ہو	جائز	عالمگیری
۱۶	خنثیٰ	جوخنث ہو	ممنوع	فتاویٰ حقانیہ
۱۷	بانجھ	جو بانجھ ہوگئی ہو	جائز	امدادالفتاویٰ
۱۸	حاملہ	ایسی حاملہ جوقریب الولادۃ ہو	مکروہ	شامی، حقانیہ
۱۹	زخمی	ہل چلانے والے بیل کے سر پر مار کا زخم ہو	جائز	عزیزالفتاویٰ
		ہل چلانے والے بیل پر جوتنے کا زخم ہو	جائز	عزیزالفتاویٰ
۲۰	موئی	جس کے جسم سے اون مونڈ اکر اتار لی گئی ہو	جائز	عالمگیری

جانوروں کےجسم کے وہ اجزاء جس کا کھانا منع ہے

(۱) بہنے والا خون (وہ خون جو جانوروں کے ذبح کے وقت نکلے) (۲) پیشاب کی جگہ (۳) خصیے (۴) پاخانہ کی جگہ (۵) غدود (خون جم کر گٹھلی کی صورت میں ہوجاتا ہے۔ (۶) مثانہ (پیشاب کی تھیلی) (۷) پتہ (وہ تھیلی جو جسم کے اندر جگر کی نیچے ہوتی ہے اور اس میں زرد رنگ کا کڑوا پانی ہوتا ہے (۸) حرام مغز (وہ گودا جو ریڑھ کی ہڈی میں ہوتا ہے) (فتاویٰ حقانیہ جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۵۳)

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

صحبتے با اولیاء

ملفوظات پیر طریقت حضرت مولانا قاری عبدالغفور وزیرستانی مدظلہ

افریقہ سے واپسی کے بعد احقر کی یہ پہلی عید تھی، اس میں سیدی وسندی شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ، والد گرامیؒ اور بعض دیگر احباب اور رشتہ دار (جو اس فانی دنیا کو چھوڑ چکے ہیں) کی یاد نے خوب ستایا، ان کی یاد اور احسانات کے پیش نظر ان حضرات کے متعلقین اور بعض محسنین اور اساتذہ سے ملنے کا ارادہ کیا، چنانچہ سب سے پہلے اپنے محسن استاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کی خدمت میں حاضری دی، دست بوسی کا شرف حاصل ہوا، بیماری اور دیگر عوارض کے باوجود آپ انتہائی ہشاش بشاس دکھائی دے رہے تھے، مہمانوں کی کثرت و ہجوم کی وجہ سے جلدی اجازت طلب کی۔

ام المدارس جامعہ دارالعلوم حقانیہ آیا، شہید ناموسِ رسالت حضرت مولانا سمیع الحق قدس سرہ کے مزار پر حاضری اور ایصالِ ثواب کی سعادت حاصل کی، بعدازاں حضرت شہیدؒ کے صاحبزادوں حضرت مولانا حامدالحق حقانی، حضرت مولانا راشدالحق حقانی، مولانا اسامہ سمیع حقانی، مولانا خزیمہ سمیع حقانی اور خانوادہ حقانی کے بعض دیگر حضرات سے شرفِ ملاقات نصیب ہوئی، عید مبارک باد اور حال احوال پوچھنے کے بعد مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ حضرت مولانا انوارالحق مدظلہ کے رہائش گاہ پہنچا، گھنٹی بجانے کے بعد حضرت کے چھوٹے صاحبزادے حافظ حسان الحق تشریف لائے، احقر نے حضرت والا کا پوچھا تو کہا کہ آرام فرما رہے ہیں، احقر نے پیغام چھوڑا اور شیخ التفسیر حضرت مولانا عبدالحلیم دیر باباجی مدظلہ کے حجرہ گیا وہاں شیخ الحدیث حضرت مولانا سعیدالرحمان مدظلہ مہمانوں کے ساتھ مصروف تھے، ان سے حضرت دیر باباجی مدظلہ کے صحت سے متعلق دریافت کیا، انہوں نے ضیافت بھی فرمائی، شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفوراللہ باباجی مدظلہ کے گھر پہنچا، وہاں ایک بزرگ پہلے سے دروازہ کھٹکھٹائے جواب کے انتظار میں تھے، ایک بچہ گھر سے نکلا اور کہا کہ سب آرام فرما ہیں۔ لہذا واپسی کی۔ مولانا مفتی سیف اللہ حقانی مدظلہ اور مولانا مفتی غلام قادر مدظلہ کے ہاں گیا، موخرالذکر سے

ملاقات ہوئی۔

اگلے دن استاد مکرم مفتی اسعد ثانی صاحب مدظلہ کے ہاں برادر مکرم جناب محمد خالد صاحب کے ہمراہ شیرہ غنڈ صوابی گیا، ان کی صحبت میں چند لمحات گذار کر شیوہ گاؤں تعزیت کرنے گئے تعزیت کے بعد واپسی ہوئی، جمعہ مردان میں اپنے پیر ومرشد شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا قاری عبدالغفور وزیرستانی مدظلہ کے ہاں پڑھی، نماز کے بعد مجلس کا انعقاد ہوا، حضرت شیخ مدظلہ نے دور دراز سے آئے ہوئے تشنگانِ علم ومعرفت سے مخاطب ہوکر فرمایا:

اللہ کی رضا کے لئے ملاقات

آپ سب اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ملاقات کے لئے آئے ہیں اور حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے تعلق سے کسی بندہ کی زیارت کے لیے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! یہ بندہ صرف آپ کی محبت میں اس بندہ سے ملنے جارہا ہے آپ اس کے اس عمل کی جزا میں اپنے قرب سے نوازے۔(مشکوۃ شریف ص ۲۷، باب الحب فی الله ومن الله)

فرمایا: اس حدیث کی تشریح میں ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ ج ۹ ص ۱۶۲ میں لکھا ہے: انه وصل فيك اى لاجلك فصله اى بوصلك المعبر عن قربك جزاءً وفاقا۔ اے اللہ! تیرے اس بندے نے تیری رضا کے لیے فلاں بندے سے ملاقات کی پس آپ اس کو جزاء موافق عمل قاعدہ سے اپنا وصل جس کو قرب سے تعبیر کیا جاتا ہے عطا کیجیے۔

وصل او را محال می گویند   قرب او را وصال می گویند

''اللہ تعالیٰ کا وصال بالمعنی اللغوی محال ہے اللہ تعالیٰ کے قرب ہی کو کہتے ہیں۔''

ستر ہزار فرشتوں کی دعا

فرمایا: احقر عرض کرتا ہے کہ جو لوگ مشائخ اور مسترشدین کے پاس اللہ تعالیٰ کے لیے آتے جاتے ہیں ان کے لیے ستر ہزار فرشتوں کی یہ دعا کیسے رائیگاں جائے گی اور یہ معصوم اور پاک مخلوق کی دعا برائے حصول قرب ملنے سے اہل اللہ سے رابطہ رکھنے والے اگر جلد اللہ والے بن جاتے ہیں تو اس میں کیا تعجب ہے؟ مولانا رومیؒ نے فرمایا ہے:

پیر باشد نردبان آسماں تیر پراں از کہ گردد از کماں

''پیرومرشد سفرِ آسمانی کے لیے سیڑھی ہے اور تیر کب اڑتا ہے جب کمان میں ہوتا ہے۔''

فرمایا:مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص دوسرے گاؤں میں اپنے بھائی سے ملنے اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کی خاطر ملنے جا رہا تھا، راستہ میں ایک فرشتہ ملا جس کو اللہ تعالیٰ نے پیغام رساں بنا کر بھیجا تھا تو اس نے دریافت کیا کہ آپ کا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا کہ اس بستی میں میرا اللہ تعالیٰ کے لیے ایک محبوب دوست ہے اس سے ملنے جارہا ہوں، فرشتے نے پوچھا اور کوئی غرض تو نہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں صرف یہ وجہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے اس سے محبت رکھتا ہوں، اس فرشتے نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ تمہیں بشارت دوں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنا محبوب بنالیا جیسا کہ تو نے اسے اللہ تعالیٰ کے لیے محبوب بنایا ہے۔

ایک سوئی کے باعث قبر کا عذاب

فرمایا: آج کل دوسرے کے حقوق بری طرح پامال کرتے ہیں اور کسی کے حق کا خیال نہیں رکھا جاتا، الا ماشاء اللہ۔ایک بزرگ نے بڑا عبرت ناک واقعہ سنایا کہ ان کے زمانے میں ایک بہت بڑے عالم تھے، جب ان کا انتقال ہو گیا تو اس عالم کے انتقال کے بعد ان کے کسی شاگرد نے ان کو خواب میں دیکھا کہ برہنہ جسم کے ساتھ ایک چٹیل میدان میں دوپہر کی سخت گرمی سے بے چین اور پریشان ہو کر ادھر سے ادھر دوڑ رہے ہیں، بے قرار اور بے چین ہیں۔اس شاگرد نے ان سے پوچھا کہ حضرت! آپ نے تو ساری زندگی اطاعت، عبادت اور خدمت دین میں گزاری، مخلوق کی اصلاح اور تربیت کرتے رہے، کیا ان میں سے کوئی عبادت قبول نہیں ہوئی؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: ایسا نہیں ہے، بلکہ رب تعالیٰ نے جن اعمال صالحہ کی توفیق دی تھی، وہ سب قبول ہو گئے ہیں، لیکن جس عذاب میں مبتلا ہوں، وہ ایک سوئی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔شاگرد نے پوچھا وہ کیسے؟ انہوں نے جواب دیا کہ انتقال سے چند روز پہلے میں اپنا کپڑا سینے کے لیے اپنے ایک پڑوسی سے سوئی مانگ لایا تھا اور پھر کپڑا سی کر سوئی الماری میں رکھ دی اور واپس کرنا یاد نہ رہا اور اس کے بعد میرا انتقال ہو گیا، اب یہ عذاب جو تم دیکھ رہے ہو، اسی ایک سوئی کی وجہ سے ہو رہا ہے، تم صبح بیدار ہو کر میرے گھر جانا اور گھر والوں سے کہنا کہ الماری میں فلاں فلاں جگہ پر وہ سوئی رکھی ہوئی ہے، وہ تم لے کر میرے فلاں پڑوسی کو پہنچا دینا، تاکہ مجھ سے یہ عذاب دور ہو جائے۔چنانچہ وہ شاگرد صبح اٹھ کر سیدھے استاد کے گھر

پہنچے اور کہا فلاں الماری میں فلاں جگہ پر سوئی رکھی ہوئی ہے، گھر والوں نے دیکھا تو بتایا کہ ہاں! رکھی ہوئی ہے، اس شاگرد نے پوچھا کہ تمہیں یہ معلوم ہے کہ کس کی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں! مرحوم فلاں پڑوسی سے لائے تھے اور ہم نے سوچا کہ ذرا تعزیت کیلئے آنے جانے والوں کا سلسلہ ختم ہو تو یہ سوئی ان کو واپس کر دیں گے۔شاگرد نے بتایا کہ میں نے ان کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ اس سوئی کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہیں، اس لیے وہ سوئی تم مجھے دے دو، تاکہ میں جلدی سے ان کو واپس کر دوں اور ان کی طرف سے تاخیر کی بھی معافی مانگ لوں، چنانچہ اس شاگرد نے وہ سوئی لے کر پڑوسی کو واپس کر دی اور ان کو بتایا کہ حضرت کو اس سوئی کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے، وہ پڑوسی بھی یہ سن کر رونے لگا کہ کتنی معمولی سی چیز کی وجہ سے ان کو عذاب ہو رہا ہے، میں نے خدا کے لیے ان کو معاف کر دیا، خدایا! آپ بھی اپنی رحمت سے ان کو معاف فرما دیں اور ان کا عذاب دور فرما دیں،وہ شاگرد کہتے ہیں کہ جب رات کو سویا تو پھر دوبارہ میں نے ان کو خواب میں دیکھا، لیکن اب وہ منظر کچھ اور تھا، اب حضرت ایک خوب صورت اور سرسبز و شاداب باغ کے بیچوں بیچ ایک مسہری پر آرام فرما رہے ہیں، چاروں طرف خدام موجود ہیں، پھلوں اور پھولوں کے درخت لگے ہوئے ہیں، ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں، میں نے قریب جا کر ان کو سلام کیا اور پوچھا کہ اب کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ جس وقت تم نے پڑوسی کو سوئی پہنچائی اور اس نے یہ کہا کہ میں خدا کے لیے معاف کرتا ہوں، بس اسی لمحے میرا عذاب ٹل گیا اور جو نعمتیں تم دیکھ رہے ہو، یہ رب تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے دین کی خدمت کی جو توفیق عطا فرمائی تھی، اس کا صلہ ہے۔ (بحوالہ حکایات کا انسائیکلو پیڈیا)

حاصل اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم کبھی اپنے ذمہ کسی کی کوئی چیز یا کسی کا کوئی حق نہ رکھیں، بلکہ جس کی جو چیز یا جو حق ہمارے ذمہ ہے، اسے واپس کر دیں، اندازہ کیجئے کہ ایک سوئی کی وجہ سے اس قدر عذاب ہے اور آج جو بے شمار حقوق العباد کے بارے میں لاپروائی برتی جا رہی ہے، اس کا کس قدر وبال ہوگا، حق تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔آمین یارب العالمین

سات زمینوں کا طوق

فرمایا: کسی دوسرے کی چیز ناحق لے لینا عظیم گناہ ہے، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی کسی کی ایک بالشت زمین (زبردستی) ظلم سے چھین لے تو قیامت کے سات زمینوں کا طوق اس کے گلے میں ڈالا جائیگا (بخاری حدیث نمبر:۲۲۸۸)

اس حدیث مبارک کا مضمون جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دولفظوں کے فرق کے ساتھ متعدد صحابہ کرامؓ سے مروی ہے کسی دوسرے کی چیز لے لینے کی کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ اس کی مرضی کے بغیر زبردستی اور ظالمانہ طور پر اس کی مملوکہ چیز لے لی جائے شریعت کے زبان میں اس کو غصب کہتے ہیں اور یہ حرام اور سخت ترین گناہ ہے زمین کے معاملہ میں عام طور پر لوگ یہ حرکت کرتے ہیں، اس لیے زمین کا ذکر خاص طور پر کیا گیا ہے، دوسرے کی چیز ناجائز طریقے سے لینا معاشرتی اور اخلاقی ہونے کے ساتھ ساتھ شرعاً بھی سخت جرم ہے یہ حقوق انسانی کی رہزنی ہے حقوق العباد کی ادائیگی نہ کرنے والوں کو سزا ملے گی ان میں سے ایک سزا یہ بھی ہے کہ جو شخص کسی کی ایک بالشت زمین میں ظلما لے گا تو قیامت کے دن سات زمینوں میں سے اتنا ہی حصہ اس غاصب کے گلے میں بطور طوق ڈالا جائے گا۔اس جملہ دو مفہوم ہیں پہلا مفہوم یہ کہ سات زمینوں میں سے بمقدار غصب کاٹ کر غاصب کے گلے میں طوق کر دیا جائے گا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ غاصب کو غصب کردہ زمین میں ساتویں زمین نیچے تک دھنسایا جائے گا تو غصب کردہ حصہ اس شخص کے گلے کا طوق بننے کا ایک مطلب یہ بھی ہے ہے کہ غاصب کو زمین اٹھانے پر پر مجبور کیا جائے گا اس حدیث سے سے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ غصب ایک سنگین جرم ہے، اسلام امن کا مذہب ہے اس میں ہر شخص کا جان و مال کی حفاظت ہے لہٰذا اس میں غصب کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

وارث کو محروم کرنے والے کے لئے وعید شدید

فرمایا: وارث کا حق ضائع کرنا بہت بڑا گناہ ہے،حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے وارث کو میراث سے محروم کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جنت کی میراث سے محروم کرے گا۔

فائدہ: مسلمانوں میں کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو دنیائے فانی کی محبت میں پھنس چکی ہے اس محبت کی وجہ سے تقسیم میراث کے شرعی اصول پر عمل سے گریز کرتے ہیں اس حکم سے اگر گناہ سمجھتے ہوئے انحراف کیا تو یہ فسق اور گناہ ہے اور اگر قرآنی قانون سے انکار کا یا اس سے نفرت اور استخفاف تک نوبت پہنچ گئی تو یہ صریح کفر ہے،دنیا کے چند روز عیش وعشرت کی خاطر آخرت کی دائمی نعمت سے محروم ہو جانا کتنی بڑی حماقت ہے، اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے یرثون الفردوس ...... میں اس میراث کا وعدہ فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے وارث کو کو میراث سے محروم کرے گا تو

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو کو جنت کی وراثت سے محروم کر دے گا۔ قیامت کے ذکر کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس کے نقصان اور خسارے کو مزید واضح کرنا ہے۔

خواتین میراث سے محروم کیوں؟

فرمایا: آج کل لوگ خواتین کو میراث میں میں حصہ نہیں دیتے، حالانکہ وہ مستحق ہوتے ہیں اور ڈر کی وجہ سے اپنا حق نہیں مانگ سکتیں۔

فرمایا: نامی گرامی دیندار لوگ بھی میں میراث تقسیم کرنے میں میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں حالانکہ جیسے ہی والد یا کسی دوسرے مورث کا انتقال ہوتا ہے تو وصیت، قرض اور تدفین وتکفین کے بعد مال میں سب وارث شریک ہوتے ہیں، میراث تقسیم نہ کرنا اور وارثوں کو اپنا حق نہ دینا ظلم ہے۔

ذکر اللہ کی فضیلت

فرمایا: آپ حضرات میں سے ہر ایک کو ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ذکر کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت ساری نعمتوں سے نوازا ہے اس کی شکرگذاری اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ حضرت ابوالمخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ معراج کی رات میں ایک ایسے شخص پر سے گذرا جو عرش کے نور میں چھپا ہوا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کیا یہ فرشتہ ہے؟ کہا گیا: نہیں! میں نے کہا: کیا یہ نبی ہے؟ کہا گیا: نہیں! میں نے پوچھا: پھر کون ہے؟ بتایا گیا یہ وہ شخص ہے جس کی زبان دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں تروتازہ رہتی تھی اور اس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا تھا اور اپنے والدین کو نہ کبھی برا بھلا کہتا تھا نہ ان کی نافرمانی کرتا تھا۔

حضرت پیر صاحب مدظلہ کی رقت آمیز دعا سے مجلس کا اختتام ہوا، احقر نے دست بوسی کا شرف حاصل کیا، بعد میں اپنے دوست مولانا محمد ابراہیم نفیس کے ہمراہ چارسدہ میں اپنے بزرگان مولانا میاں محمد ایاز حقانی اور استاد محترم مفتی شاہ اورنگ زیب حقانی سے ملاقات ہوئی، بعد ازاں استادی الکریم شیخ الحدیث حضرت مولانا مطلع الانوار رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولانا محمد امجد سے تعزیت کی اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کے مزار پر حاضری دی۔

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب وروز

دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال ۱۴۴۲ھ ۲۰۲۱ کا باقاعدہ آغاز

۳۱ رمئی بروز پیر: جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے (۷۴ ویں) نئے تعلیمی سال کا الحمدللہ درس ترمذی شریف سے باقاعدہ آغاز ہوا، تقریب میں تمام اساتذہ، منتظمین اور قدیم وجدید طلباء نے شرکت کی۔ افتتاحی تقریب ایوان شریعت ہال میں صبح گیارہ بجے منعقد ہوئی، حسب سابق کی طرح امسال بھی حضرت مہتمم صاحب نے ترمذی شریف سے درس کا آغاز فرمایا اور طلباء سے تفصیلی اصلاحی خطاب فرمایا۔ اس کے بعد نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب نے جدید طلباء کو جامعہ کے اصول وضوابط سے روشناس کیا۔ تقریب کی اختتامی دعا شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب مدظلہ نے فرمائی۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں نئے تعلیمی شعبے تخصص فی الدعو والارشاد کا قیام

بروز ہفتہ ۵ جون ۲۰۲۱ : جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں نئے تعلیمی شعبے تخصص فی الدعوۃ والارشاد کا اجراء ہوا، جس کی افتتاحی تقریب سے شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مہتمم جامعہ حقانیہ، سینئر نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی، شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس، شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی، مولانا راشد الحق سمیع (مدیر الحق)، مفتی ذاکر حسن اور مولانا مفتی مختار اللہ حقانی نے خطاب فرمایا۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں قدیم متخصصین اور مفتیوں کا پہلا کامیاب اور بھرپور اجتماع

۲۷ جون: جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں قدیم متخصصین اور مفتیوں کا پہلا کامیاب اور بھرپور اجتماع شعبہ دارالافتا و شعبہ موتمر المصنفین کے زیراہتمام و انتظام منعقد ہوا جس میں سینکڑوں مفتیان کرام نے شرکت کی، تقریب سے جامعہ کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ نے شرکا سے پرمغز اور فکر انگیز خطاب میں اس اہم ضرورت کو پورا کرنے پر بہت اصرار کیا اور انہیں حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ اور دارالعلوم حقانیہ کی فکر اعتدال پر قائم رہنے کی تلقین کی۔ نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی، مفتی غلام قادر حقانی، مفتی مختار اللہ حقانی اور مفتی ذاکر حسن صاحب نے بھی تقاریر کیں، مقررین نے متخصصین سے اپنے مقالات (تھیسیز) پر

نظر ثانی کر کے موتمر المصنفین سے مقالات حقانی کے عنوان سے شائع کرنے کی تجویز دی اور اپنی مادر علمی سے تعلق قائم رکھنے کی تلقین کی۔مقررین نے شرکا پر واضح کیا کہ آپ کے لکھے گئے مقالات اور محنت کو علمی دنیا کے سامنے ہم لانا چاہتے ہیں، دارالعلوم کے قابل فضلا نے درجنوں علمی موضوعات پر علمی و تحقیقی گرانقدر مقالات لکھے ہیں،اس کام کے بعد آپ کو مزید بھی تصنیف و تالیف کے میدان میں محنت کرنی چاہیے۔ حضرت مہتمم صاحب اور تمام شرکاء نے اس موقع پر اس تجویز اور نمائندہ اجتماع کے محرک مدیر''الحق'' وصدر موتمر المصنفین مولانا راشد الحق سمیع کی خصوصی کاوشوں کو خراج تحسین اور دعاؤں سے نوازا۔

مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق حقانی صاحب مدظلہ کی مصروفیات

۲۲مئی: حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے جامعہ اشرفیہ لاہور میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اجلاس کی صدارت فرمائی جس میں ملک بھر کے مسؤلین و مہتممین نے شرکت کی۔

۲۳مئی: حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی سرپرستی میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال کے داخلوں کی ابتداء ہوئی، پہلے قدیم اور بعد میں جدید طلبا کے داخلے ہوئے، داخلوں کا عمل ایک ہفتہ رہا،اسی دن حضرت مہتمم صاحب پشاور تشریف لے گئے جہاں مولانا محمد ابراہیم کا نکاح پڑھایا۔

۵رجون: دارالعلوم کے نئے شعبے تخصص دعوت وارشاد کی افتتاحی تقریب کی صدارت اور خطاب فرمایا۔

۱۷رجون: وفاق المدارس العربیہ کے تحت اجلاس بمقام جامعہ دارالعلوم زکریا ترنول اسلام آباد میں شرکت فرمائی اور صدر و ناظم اعلیٰ عہدے کے لئے اپنی رائے دی۔

۲۷رجون: شعبہ تخصص فی الافتاء کے سابق متخصصین کا اجلاس حضرت مہتمم صاحب کی زیرصدارت ہوا، جس میں سینکڑوں مفتیان نے شرکت کی، اجلاس میں مفتیان کرام سے ان کے علمی و تحقیقی مقالات کی اشاعت پر مشاورت ہوئی۔

نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ کی مصروفیات

جامعہ صفہ کراچی کے نائب مہتمم معروف مذہبی سکالر اور ممبر اسلامی نظریاتی کونسل جناب مفتی محمد زبیر صاحب کی جامعہ حقانیہ آمد اور حضرت نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی صاحب اور مولانا راشد الحق سمیع صاحب سے ملاقات کی اور بعد میں جامعہ کا دورہ فرمایا اور تخصص فی الدعوۃ والارشاد کے طلبا سے مفصل خطاب بھی فرمایا۔

☆ آئی جی خیبر پختونخوا جناب ثناء اللہ عباسی صاحب کی جامعہ دارالعلوم حقانیہ آمد اور مولانا حامد الحق حقانی صاحب سے ملاقات کی بعدازاں انہیں جامعہ حقانیہ کا وزٹ بھی کرایا گیا۔

۱۶رجون: حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب ایک روزہ دورہ پر راولپنڈی تشریف لے گئے جہاں جمعیت علمائے اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس کی صدارت فرمائی اور ملکی،سیاسی صورتحال پر تبادلہ خیال ہوا۔

۲۱جون: اسلامی نظریاتی کونسل کے اسلامی سکالرز کے وفد نے زیرقیادت مولاناڈاکٹر انعام اللہ صاحب،ڈائریکٹر شعبہ ریسرچ جامعہ کا دورہ کیا اور مولانا حامد الحق حقانی صاحب سے ملاقات کی۔

۲جولائی: حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نے جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ میں نماز جمعہ کے اجتماع میں شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب رحمہ اللہ کی وفات پر تعزیتی خطاب فرمایا اور حضرت رحمہ اللہ کی خدمات کوخراج تحسین اور ان کے بانی جامعہ حضرت شیخ مولانا عبدالحق رحمہ اللہ اور شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کیساتھ والہانہ دیرینہ تعلق پر روشنی ڈالی۔حضرت رحمہ اللہ کی رفع درجات کے لئے نماز جمعہ میں خصوصی دعا کی گئی۔

بعدازاں مولانا حامد الحق حقانی صاحب نے حضرت کے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر سعید اسکندر صاحب سے بھی تعزیت کی۔

وفیات

۳رشوال ۱۴۴۲ھ کو دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کے رکن الحاج گوہر رحمان ایڈووکیٹ المعروف سفید ریش باباجی بقضائے الٰہی انتقال فرما گئے،انا للہ وانا الیہ راجعون۔جامعہ میں مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی اور بعض اساتذہ نے انکے صاحبزادے سے تعزیت کی۔

۲۷جون: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحلیم دیر باباجی دامت برکاتہم کے بھائی قاضی فضل حلیم جان گزشتہ دنوں انتقال فرما گئے تھے،مرحوم کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں اوچ لوئر دیر میں ادا کی گئی۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے منتظمین اور اساتذہ تعزیت کیلئے تشریف لے گئے۔مرحوم حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب استاد حدیث کے چچا اور سسر تھے۔

مولانا محمد اسلام حقانی

تعارف وتبصرہ کتب

- ''محاسن القرآن'' مفسر: شیخ التفسیر حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب

ضخامت: ۶ جلدیں ضبط وترتیب: مفتی محمد یحییٰ عثمانی باہتمام: مولانا احسان الرحمٰن عثمانی

ناشر: العصر اکیڈمی پشاور، 03339273561

الحمدللہ، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فیض یافتگان دنیا بھر میں قرآن وسنت اور فقہ حنفی کے میدانوں میں مختلف انداز سے خدمات میں مصروف ہیں، کوئی احادیث مطہرہ کی شرح لکھ رہا ہے تو کوئی قرآن مجید کا ترجمہ وتفسیر ،بعض کو اللہ تعالیٰ نے میدان تدریس کے لئے منتخب فرمایا تو بعض کو ہر میدان کا شہ سوار بنایا، مؤخر الذکر حضرات میں ایک نمایاں نام شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب (مہتمم جامعہ عثمانیہ پشاور) کا بھی ہے جو دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر ،مایہ ناز فارغ التحصیل اور سابق مدرس وناظم تعلیمات بھی رہے،آپ کی دینی وتعلیمی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب شہیدؒ کے انتہائی قابل اعتماد وقابل بھروسہ شاگردوں بلکہ ساتھیوں میں سے ہیں۔حضرت شہیدؒ کی شہادت کے بعد بھی مادر علمی دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ تعلق ومحبت جوں کا توں قائم رکھا ہوا ہے اور اپنے مفید مشوروں اور پرخلوص دعاؤں وسرپرستی سے مدیر''الحق'' مولانا راشد الحق سمیع وغیرہ کو نوازتے رہتے ہیں۔

زیر تبصرہ تفسیر ''محاسن القرآن'' آپ کے دروسِ قرآن کا مجموعہ ہے جسے طلبہ نے دوران درس لکھا، جس پر مفتی صاحب مدظلہ اور آپ کے قابل صاحبزادے مولانا احسان الرحمٰن اور جامعہ عثمانیہ کے فاضل اور استاد مفتی محمد یحییٰ عثمانی صاحب نے نظر ثانی کی اور تخصص کے طلبہ نے مسائل واحادیث کی تخریج کی۔ جلداول سورۂ فاتحہ اور سورہ بقرہ پر مشتمل ہے، شروع میں شیخ التفسیر حضرت مولانا عبدالحلیم المعروف دیر باباجی اور شیخ التفسیر حضرت مولانا سعیدالرحمٰن المعروف خطیب اوگی کی تقاریظ ہیں، حضرت مفتی صاحب کے وقیع مقدمے کے علاوہ مفتی محمد یحییٰ عثمانی کا عرض حال اور مولانا احسان الرحمٰن عثمانی صاحب کا ''تذکرہ ناگزیر'' اس تفسیر کے طرز اور نہج کے متعلق ہے، مفتی یحییٰ

صاحب ''محاسن القرآن'' کے منہج پر لکھتے ہوئے اس کے بارہ خوبیاں ذکر کی ہیں: (۱) لفظی ترجمہ یا ٹھیٹھ ادبی ترجمہ کی بجائے آسان فہم اور رواں ترجمہ (۲) ہر رکوع کا الگ الگ ترجمہ، محاسن ومسائل (۳) پیغام رکوع کے نام سے مختصر اور جامع الفاظ میں ہر رکوع کا عنوان (۴) سورتوں کے درمیانی ربط اور خلاصے کا اہتمام (۵) ''محاسن'' کے عنوان سے آسان الفاظ میں آیات کریمہ کے علوم و معارف سے پردہ کشائی (۶) آیات کی تفسیر میں متعدد اقوال اور طویل تفسیری روایات کے بجائے صرف راجح اقوال (۷) اسرائیلیات وموضوعات سے مکمل اجتناب (۸) عصر حاضر کے مسائل میں قرآن کریم سے رہنمائی (۹) فقہی احکام کی آسان الفاظ میں وضاحت (۱۰) بوقت ضرورت شان نزول کا تذکرہ، (۱۱) احادیث مبارکہ کی تخریج (۱۲) مسائل کے عنوان سے آیات مبارکہ سے عبادات، معاملات، معاشرت، تصوف، فقہ، سیاست وغیرہ مختلف علوم کے مسائل کا استنباط، ان خوبیوں کی بناء پر یہ تفسیر تفسیری دنیا میں ایک بہترین اضافہ ہے ''محاسن القرآن'' ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے حضرات کے لئے مفید اور زادراہ ہے۔ (مبصر: مولانا حبیب اللہ حقانی)

- درر الفرائد ترجمہ وشرح جمع الفوائد — مترجم: حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی

باہتمام ونگرانی: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب — ضخامت: ۵۲۷ صفحات

ناشر: القاسم اکیڈمی خالق آباد نوشہرہ، 03013019928

حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی صاحبؒ برصغیر پاک و ہند کے معروف عالم دین تھے، ''خیر المطابع'' کے نام سے اپنا طباعتی ادارہ تھا جس سے وقتاً فوقتاً اہم دینی کتابیں شائع فرماتے، اسی طرح آپ نے فقیہ النفس حضرت مولانا ارشید احمد گنگوہیؒ کی سوانح ''تذکرہ الرشید'' کے نام سے لکھی، ''الرشاد'' کے نام سے ایک دینی مجلّہ کا اجراء بھی فرمایا، مگر جلد ہی آپ اس سے دستبردار ہوئے۔

زیر نظر کتاب ''جمع الفوائد'' (جو کہ علامہ محمد بن محمد بن سلیمانؒ کی تصنیف ہے) کا اردو ترجمہ ہے، جس میں مصنف موصوف نے احادیث مطہرہ کی کتابوں سے تقریباً دس ہزار سے زائد احادیث اسانید حذف کرکے جمع کئے ہیں، حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ ''جمع الفوائد'' کا نسخہ شام سے لائے اور اس کا ترجمہ کرکے ہندوستان میں شائع کیا، اس کی کتابت ہاتھ کی تھی اور پرانا رسم الخط اس پر مستزاد، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب جو علم و کتاب کے اعلیٰ ذوق کے بارے میں مشہور ہیں نے اپنے بعض احباب کے مشورہ سے کتاب کی جدید طرز پر کمپیوٹر کتابت کروائی اور تصحیح کے

اصعب مراحل سے گزر کر پانچ جلدوں میں کتاب مکمل ہوگئی اور باذوق قارئین تک پہنچا بھی دی، واجرھم علی اللہ۔ اس پانچویں جلد میں صحابہ کرامؓ کے فضائل، مہاجرین اورانصار کے مناقب، امت محمدیہؐ کے فضائل، قریش اوردیگر قبائل عرب کے فضائل، عجم وروم، بعض دوسرے حضرات اور مقامات مقدسہ کے فضائل، خوف ورجاء امید و یاس، دل کونرم کرنے والے مضامین، نصیحت آمیز اورسبق آموز حکایتیں شامل ہیں، شروع میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کا پیش لفظ اور مولانا ظہیرعباس حقانی کے قلم سے کتاب، صاحب کتاب اورمترجم کاتعارف ہے، کتاب ظاہری اور باطنی خوبیوں سے مالا مال ہےاوپر دیئے گئے پتہ سے منگوا سکتے ہیں۔ (مبصر: مولانا حبیب اللہ حقانی)

● تراث العلماء الحنفية فی اصول الحديث وعلومه (الفیه)

تالیف: حضرت مولانا نورمحمد ثاقب صاحب ضخامت: ۳۵۶ صفحات ناشر: مکتبہ النور پشاور

شیخ الحدیث حضرت مولانا نورمحمد ثاقب صاحب جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فاضل، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ اور شہید اسلام مولانا سمیع الحقؒ کے اخص تلامذہ میں سے ہیں، آپ امارت اسلامی افغانستان کے سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف افغانستان اور دارالافتاء المرکزیہ افغانستان کے رئیس ہیں، اللہ تعالیٰ نے بہت سارے کمالات اورخصوصیات سےنوازا ہے۔

زیرنظر کتاب تراث العلماء الحنفيه فی اصول الحديث وعلومه یعنی علم اصول احادیث اورعلوم حدیث میں علمائے احناف کی ایک ہزار تالیفات وتصنیفات آپ کے مضامین کا مجموعہ ہے، آپ نے ماہنامہ ''الحق'' اور سہ ماہی ''درر الفرید'' میں ۲۰۱۲ء سےعلم اصول حدیث میں علماء احناف کی تالیفات وتصنیفات'' کے نام سے ایک سلسلہ شروع کیا تھا جس کی آخری قسط مئی ۲۰۱۹ء میں شائع ہوئی اس سلسلہ کواہل علم نے پسند فرمایا اوراسے کتابی شکل میں شائع کرنے کی فرمائش کی، مولانا ثاقب صاحب نے ان حضرات کی آرزو پوری فرمائی اورایک ضخیم کتاب شائع فرمائی جو ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے، کتاب اردو زبان میں ہے جبکہ نام عربی میں، اگر نام بھی اردو کا ہوتا تو کالج و یونیورسٹی والے حضرات بھی نام دیکھ کر سمجھ جاتے کہ کتاب اردو میں ہے، بہرحال! مولانا ثاقب صاحب اس کتاب کا عربی، فارسی اورپشتو ترجمہ کا ارادہ بھی رکھتے ہیں، جوکہ احسن اقدام ہے اللہ تعالیٰ مولانا کی اس کاوش کوشرف قبولیت سے نوازے، انہوں نے یقیناً حقانی فضلا کی طرف سے فرض کفایہ انجام دیا ہے، واجرھم علی اللہ، کتاب پشاور وکوئٹہ کے تمام مشہورمکتبوں سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ (مبصر: مولانا حبیب اللہ حقانی)

- **عشق الٰہی منزل بہ منزل** افادات: مولانا حکیم عبداللطیف نقشبندی

ترتیب: مفتی محمد اظہر ضخامت: ۳۷۶ صفحات ناشر: خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ صادق آباد، ۱۸ ہزاری جھنگ

مولانا حکیم عبداللطیف نقشبندی مجددی رحمہ اللہ شیخ المشائخ مولانا عبداللہ بہلوی، شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی اور مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی رحمہم اللہ کے تربیت یافتہ ایک جید عالم دین اور کامل صوفی بزرگ تھے، حق تعالیٰ نے آپ کو وعظ و نصیحت میں کمال مہارت عطا کی تھی اور ان کے بیان میں روحانیت ودیعت کی گئی تھی جن کی وعظ سے لوگوں کی زندگیاں بدل جایا کرتی تھیں، اٹھارہ ہزاری جھنگ میں اپنی خانقاہ میں روحانی مجالس منعقد فرماتے تھے اور لوگوں کو فکر آخرت دلاتے، عشق الٰہی کی آنچ سلگاتے اور منازل عشق سے دوسروں کو بھی روشناس کراتے تھے۔

زیر نظر مجموعہ ''عشق الٰہی منزل بہ منزل'' مولانا عبداللطیف نقشبندی کے درد انگیز اور فکر انگیز مواعظ کا گلدستہ ہے جسے مولانا کے صاحبزادے مولانا حکیم محمد قاسم کے تحریک و ایما پر مفتی محمد اظہر نے نہایت جانفشانی سے مرتب کیا اور تقریر سے تحریر کے خوبصورت سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی، دس مواعظ اور بہترین مقدمہ پر مشتمل یہ کاوش احسان وسلوک سے وابستہ افراد اور عامۃ الناس کے لئے یکساں مفید اور اپنے موضوع پر بہترین شہکار ہے۔

- **امام شاہ ولی اللہ کا نظریہ انقلاب وسیاست (ترجمہ محمودیہ)** تالیف: مولانا عبیداللہ سندھی

تحقیق وترجمہ: مفتی محمد وہاب فریدی نقشبندی ضخامت: ۱۳۹ صفحات ناشر: مکتبہ عزیزیہ مینگورہ، 03448178216

''رسالہ محمودیہ'' مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف ہے جس میں انہوں نے امام شاہ ولی اللہ کاندھلوی رحمہ اللہ کی تصانیف سے کچھ افادات اور خلاصے جمع کئے ہیں، اس کا ایک اردو ترجمہ حضرت سندھی کے شاگرد رشید شیخ بشیر احمد لدھیانوی مرحوم نے کیا تھا تاہم اس میں کچھ املائی اغلاط موجود تھیں اب مولانا مفتی محمد وہاب نقشبندی نے نہایت عرق ریزی سے دیگر نسخوں سے ترجمہ، تقابل اور تصحیح کرکے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی، اس کے آخر میں حضرت سندھی کا مقالہ بھی شامل کیا ہے جو رسالہ محمودیہ کیلئے ایک شرح کی حیثیت رکھتا ہے، ''رسالہ محمودیہ'' علوم و معارف شاہ ولی اللہ کا بہترین گلدستہ اور بہترین مجموعہ ہے جس سے عامہ الناس اور خواص دونوں یکساں طور پر مستفید ہوسکتے ہیں۔

- **رسائل مفتی محمود** تصنیف: مفتی محمودؒ ترجمہ: مولانا عبدالحکیم اکبری و قاری فیاض الرحمٰن علوی

ضخامت: ۲۰۴ صفحات ناشر: مفتی محمود اکیڈمی کراچی 03448178216

مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، ان کی حیات و خدمات کا دائرہ

نہایت وسیع ہے، درس وتدریس ،سیاست وقیادت کے علاوہ ان کی علمی جامعیت کے بھی علمی دنیا معترف ہے، تجوید وقرات میں بھی انہیں مہارت حاصل تھی، تصنیف وتالیف بھی ان کا میدان رہا ہے، تفسیر، فقہ، افتاء میں ان کی مساعی قابل قدر ہے۔

زیر تبصرہ مجموعہ ''رسائل مفتی محمود'' کے تین رسائل کا مجموعہ ہے جس میں ایک رسالہ علم تجوید کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے جس کا نام التسھیل لاحکام الترتیل ہے جس کا اردو ترجمہ قاری فیاض الرحمٰن علوی نے کیا ہے، دوسرا رسالہ مسئلہ رؤیت ہلال کے متعلق ہے جس کا نام زبدۃ المقال فی رویۃ الھلال ہے، اس کا اردو ترجمہ مولانا عبدالحکیم اکبری نے کیا ہے، تیسرا رسالہ رد قادیانیت کے سلسلے میں لکھا گیا ہے جس کا نام المتنبی القادیانی ما ھو ہے جس کا اردو ترجمہ بھی مولانا اکبری نے کیا ہے، تینوں رسائل نہایت اہم علمی مباحث پر مشتمل ہے ،مولانا عبدالحکیم اکبری اور قاری فیاض الرحمٰن علوی صاحبان نے نہایت محنت اور جانفشانی سے ترجمہ کرکے اہل علم پر احسان کیا، یہ علوم و معارف مفتی محمودؒ کا بہترین مجموعہ ہے جس سے عامہ الناس اور خواص مستفید ہوسکتے ہیں۔

● ماہنامہ ''المدینہ'' کراچی خصوصی اشاعت (عشرہ مبشرہ) مدیر: قاری حامد محمود

ضخامت:۳۴۷صفحات ناشر: ماہنامہ المدینہ صائمہ ٹاور روم نمبر A 205.. سیکنڈ فلور آئی آئی چندریگر روڈ کراچی

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے سب معیار عدالت ہے اور محفوظ عن الخطاء ہیں تاہم ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے جس میں وہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں، جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نام بنام) تصریح کے ساتھ ایک ہی مجلس میں فرمادی ہے کہ ہم ان کے جنتی ہونے کی شہادت دیتے ہیں اور آپ کا فرمان برحق ہے اور وہ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہ (عشرہ مبشرہ) یہ ہیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ ، حضرت عمر فاروقؓ ، حضرت عثمانؓ ، حضرت علیؓ ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت سعیدؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت ابوعبید بن الجراحؓ اور یہ سب اس امت کے امین کہلاتے ہیں، رضی اللہ عنہم اجمعین، زیر تبصرہ خصوصی اشاعت ماہنامہ ''المدینہ'' کراچی نے انہی انفاس قدسیہ کے متعلق پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، جس میں درج بالا صحابہ کرامؓ کی حیات وخدمات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے اس خصوصی شمارہ میں نامور علما اور مصنفین کے مضامین شامل ہیں ، اہل علم اور عامۃ الناس پڑھ کر اس سے مستفید ہوجائیں گے اللہ اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔(آمین)

خوشخبری

طلباء دورہ حدیث کے لئے عظیم خوشخبری

شیخ المحدثین والمفسرین علامہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی قدس اللہ سرہ کے درس بخاری شریف کی نادرونایاب تقریر جوکہ حضرت مولانا اسعد تھانوی دامت برکاتہم نے اپنے زمانہ طالبعلی میں قلم بند فرمائی تھی، تین جلدوں میں مرتب فرمادی ہے، پہلی جلد میں حجیت حدیث مع تدوین وکتابت حدیث کی عمدہ مباحث کے ساتھ کتاب الوحی سے کتاب الحیض تک کی تقریر دلپذیر بھی جمع ہے۔

کتاب میں متن حدیث، ترجمہ اور مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کے ساتھ نوٹ بھی تحریر فرمائے ہیں، جن میں راویوں کے حالات اور مقام پر بھی کلام کیا ہے، طلباء دورۂ حدیث اور اساتذہ کرام کے لئے یہ نادر تحفہ ہے۔

کتب خانہ جامعہ اشرفیہ (والس روڈ، سکھر) سے حاصل کی جاسکتی ہے، طلباء کو چالیس فیصد خصوصی رعایت دی جائے گی، جلد اوّل چھپ کر آگئی ہے، جبکہ دوسری اور تیسری جلد زیر طبع ہیں، بہت جلد مارکیٹ میں دستیاب ہوں گی۔

ملنے کا پتہ

کتب خانہ جامعہ اشرفیہ، والس روڈ، سکھر، سندھ)
یا اپنے قریبی کتب خانے سے طلب کریں۔

فون نمبر : 0092-71-5622993
واٹس ایپ : 0092-312-3335813